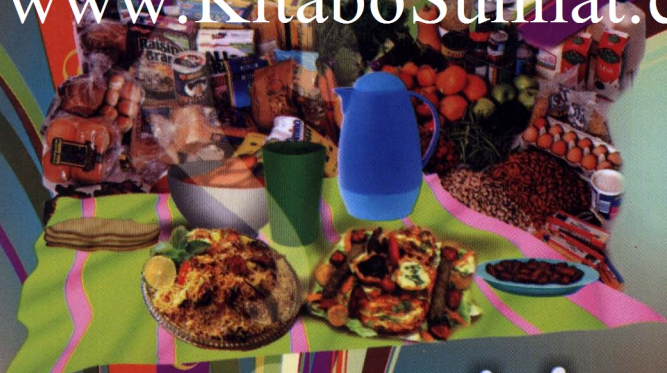


www.KitaboSunnat.com



پہارا دسترخوان

اُمّ عبد منیبؑ



0321-4609092

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ
محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارا دسترخوان

امیر عبد منیب

مشرقی علم و حکمت

ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

0321-4609092



نام کتاب _____ ہمارا دسترخوان
اہتمام _____ محمد عبدنیب
ناشر _____ مشربہ علم و حکمت
قیمت _____ 40 : 00

ناشر: مشربہ علم و حکمت (دارالکتب)

ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092
0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: دارالکتب السلفیہ

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361505

☆ البلاغ Shop #: 4-LG لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ۔ لاہور

فون: 0300-8880450042-5717843

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر 8/4-ا اسلام آباد۔

فون: 0300-5148847

فہرست

7	ربوبیت کا آفاقی نظام
9	حصولِ رزق کے ذرائع
12	حرام ذرائعِ آمدنی
14	حرام اور حلال غذائیں
17	شکار
19	ذبح کرنے کا طریقہ
21	خرچ کرنے کی ترتیب
22	خرچ کرنے کی جگہیں
22	اسراف و تبذیر
23	حلال و حرام کا خیال رکھنا خاتونِ خانہ کی ذمہ داری
24	خواتین کا کسبِ معاش کرنا
26	گھریلو بجٹ
33	غذائی اشیاء کی خریداری
37	باورچی خانہ
43	تیل کے ٹین اور ڈبے
47	کھانا بنانے کے دوران میں

49

برتن

51

ممنوع برتن

52

کافروں کے استعمال والے برتن

54

حرام چیزوں کے لیے مخصوص برتنوں کا استعمال

55

حسب ضرورت برتن

57

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے برتن

58

برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا

59

برتنوں کی صفائی

62

آج کیا پکائیں

64

کھانا پکانے کی تیاری

66

پکتے ہوئے کھانا نکالنا

68

دسترخوان پر کھانا چننا

71

جس دسترخوان پر کوئی حرام چیز ہو

73

دسترخوان سمیٹنا

75

لڑکیوں کی تربیت اور سلیقہ

76

کھانے کا کمرہ

77

کھانے میں سادگی

78

رسول اللہ ﷺ کا دسترخوان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سخن وضاحت

ہر قوم کا ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے، مخصوص روایات ہوتی ہیں، مخصوص مذہبی تصورات ہوتے ہیں جن کے تحت وہ اپنی تہذیبی اقدار، تمدنی رسومات، مذہبی شعائر، فکری رجحانات کو ترتیب دیتی ہے۔ انہی امتیازات کی بنا پر، کوئی فرد، گھرانہ یا قوم اپنا تشخص برقرار رکھ سکتی ہے۔ غذائی اشیاء کو دسترخوان کی زینت بنانے کے لیے ان کا انتخاب، پیش کرنے کا انداز اور کھانے کا طریقہ کسی قوم کی تہذیبی اقدار کا غماز ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب دعوتِ اسلام پہنچانے کے لیے طائف تشریف لے گئے اور طائف کے لوگوں نے آپ ﷺ کی باتیں سننے کے بجائے اوباش لڑکوں کو کہہ کر آپ ﷺ پر پتھر برسائے، جس کے نتیجے میں آپ ﷺ کا جسم لہولہان ہو گیا۔ اس پریشانی کی حالت میں آپ ﷺ ایک باغ کے گوشے میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گئے۔ باغ کے مالک کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیے، اس نے اپنے عیسائی غلام کو کچھ انگور دے کر بھیجا۔ جب وہ انگور دے کر آیا تو آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا، عیسائی غلام حیران رہ گیا اور کہا: ”یہاں کے باشندے تو یہ کلام نہیں بولتے۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟ اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ وہ بولا: ”میرا مذہب عیسائی ہے۔ نیبوی کا باشندہ ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم مردِ صالح یونس بن متیٰ کے شہر کے باشندے ہو۔“ وہ بولا: ”آپ ﷺ کو کیا خبر ہے کہ یونس بن متیٰ کون تھا؟ اور کیا تھا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ میرا بھائی ہے۔ وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔“

عداس یہ سنتے ہی جھک پڑا اور آپ ﷺ کا سر، ہاتھ اور قدم چوم لئے۔ عتبہ بن شیبہ باغ کے مالک نے اسے ایسا کرتے دیکھ لیا، کہنے لگا: لو غلام ہاتھوں سے نکل گیا۔ عداس واپس آیا تو اس سے سر ہاتھ چومنے کی وجہ پوچھی۔ عداس نے کہا: ”آج اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی نہیں اس نے مجھے ایسی بات بتائی جو صرف ایک نبی ہی بتا سکتا ہے۔“ مالک نے عداس کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔ (رحمۃ اللعالمین جلد اول ص ۶۷)

اس طرح صرف ایک کلمے بِسْمِ اللّٰهِ نے رسول اللہ ﷺ کے تشخص کو کفار کے تشخص سے ممتاز کر دیا۔ اسلام کا نظام اکل و شرب ہر لحاظ سے دوسری اقوام کے نظریہ اکل و شرب سے مختلف ہے۔

☆ چاہے وہ غذائی اشیاء کے حصول کا مرحلہ ہو۔

☆ چاہے تیاری کا کام ہو۔

☆ اسے سجانے اور پیش کرنے کی بات ہو۔

☆ یا اس سے مستفید ہونے کا عمل۔

ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ملی اقدار سے آگاہی بھی حاصل کرے، ان کا تحفظ بھی کرے اور انہیں اپنے معمولات کا حصہ بنائے۔

غذائی اشیاء کے حصول کا تعلق عموماً مرد حضرات سے ہوتا ہے جب کہ اسے پکانے اور پیش کرنے میں خواتین کا نام نمایاں ہے۔ اپنے مسلمان بھائیوں اور خصوصاً مسلمان بہنوں کے لیے اپنی ملی اقدار کے اس اہم حصے کے آداب و روایات اور اصولی تعلیمات کو مربوط انداز میں قرآن و سنت سے انتخاب کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ بیدہ اللہ التوفیق۔



ربوبیت کا آفاقی نظام

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و رازق ہے۔ ربوبیت کا پورا نظام اس کے دستِ قدرت میں ہے۔ کس کو کیا چاہئے؟ کتنا چاہئے؟ اس کا اس نے اپنی دنیا میں ہر مخلوق کے لیے وسیع پیمانے پر خود کار نظام پھیلا رکھا ہے۔ انسانی زندگی کے لیے ہوا، پانی اور خوراک تینوں بہت ضروری ہیں۔ ان میں جس کی جتنی زیادہ ضرورت اور اہمیت ہے وہ اتنی ہی وافر مقدار میں موجود ہے۔ مثلاً

ہوا:

ہوا کے بغیر انسان چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین کے گرد ہوائی غلاف بنا دیا اور پھر یہ اتنی لطیف چیز ہے کہ نامعلوم سوراخ میں سے بھی گزر سکتی ہے۔ اس طرح انسان جہاں بھی ہو اسے یہ نعمت از خود ملتی رہتی ہے۔

پانی:

انسان کی دوسری بنیادی ضرورت پانی ہے۔ اس کے بغیر آدمی چند دن تو گزار سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جا بجا چشمے جاری فرمائے۔ آسمان سے بارش برسائی، پھلوں میں رس بھر دیا تاکہ پانی نہ ملے تو پھل کے رس سے پانی کی کمی پوری کی جاسکے۔ جانوروں کا دودھ بھی اس ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ بالفرض کسی جگہ پر پانی نہ ملے تو انسان ہمت کر کے ایک یا دو دن کے بعد بھی

پانی کے ذخیرے کے قریب پہنچ سکتا ہے۔ اس طرح عام حالات میں وہ پانی کے فقدان کا شکار نہیں ہوتا۔

خوراک:

انسان کی تیسری بنیادی ضرورت خوراک ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے..... پھل، سبزیاں اور اناج پیدا فرمائے ہیں۔ جو لحمیات، نمکیات، نشاستہ، شکر اور حیاتیات سے بھرپور ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے انسانی آبادی کے لحاظ سے وافر مقدار میں پیدا فرمایا ہے بعض سال میں ایک بار، بعض دو بار، بعض تین بار اور بعض سارا سال ہی پھل دیتی رہتی ہیں۔ اس پر مزید مہربانی یہ کہ ان کے ذائقہ سے لطف اندوز ہونے کے لئے زبان دی۔ چبانے کے لیے دانت دیئے اور پھرتی سوجھ بوجھ دی کہ ہم ان غذاؤں کو مختلف انداز میں تیار کر کے نہ صرف بہترین ذائقہ بلکہ صحت مندا جزاء بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

رب کریم نے ہمارے اندر ایک مکمل نظام انہضام پیدا فرمایا جو اس خوراک کو جزو بدن بنانے میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ وہ صالح اجزاء سے خون تیار کرتا ہے۔ حرارت مہیا کرتا ہے۔ ٹوٹے پھوٹے خلیوں کی مرمت کرتا ہے اور ردی اجزاء کو جسم سے خارج کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے قرآن حکیم میں سب سے پہلا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ

أَنذَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرة: ۲۲)

”اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔ وہ جس نے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی نازل کیا پس نکالے پھلوں میں سے تمہارے لئے رزق، پس تم اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ، اور تم جانتے ہو۔“

نیز زمین کے سینے کو پانی اور خوراک سے بھر دینے کا ذکر یوں کیا:

وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَّهَا، أَخْرَجَ مِنْهَا مَائَهَا وَمَرْعَهَا

(الانزاعات: ۵۸، ۵۹)

”اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا، اسی نے اس میں سے اس کا پانی نکالا اور چارا اگایا۔“ ایک جگہ فرمایا:

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ۔ أَنَا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا۔ ثُمَّ شَقَقْنَا
الْأَرْضَ شَقًّا۔ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا۔ وَعِنَبًا وَقَضْبًا۔ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا۔ وَ
حَدَائِقَ غُلْبًا وَفَاكِهَةً وَأَبًّا۔ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ۔ (العنبر: ۲۵-۳۲)

”انسان کو اپنے کھانے کی طرف دیکھنا چاہئے۔ ہم نے اس کے لیے پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو چیرا پھاڑا، پھر ہم ہی نے اس میں اناج اگایا اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے اور، چارایہ سب تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لیے سامان ہے۔“

حصولِ رزق کے ذرائع:

اسلام نے انسان کو آزاد نہیں چھوڑ دیا کہ وہ جانور کی طرح جو جی چاہے، جہاں

سے جی میں آئے، جب من میں آئے چرتا پھرے بلکہ اسے ان ضابطوں کا پابند کیا ہے جو اس کی اپنی انسانیت، ایمانی اقدار اور روحانی حیات کے لیے بھی لازمی ہیں اور دیگر افراد کو بھی سلب و نہب سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ ان میں سے پہلا ضابطہ یہ ہے کہ غذا یا دیگر اشیائے ضرورت جس ذریعے سے حاصل کی جائیں وہ ذریعہ جائز ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ
لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (البقرہ: ۱۸۸)

”اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوۃ) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر نہ کھا جاوے اور (اسے) تم جانتے بھی ہو۔“

اگر ناجائز ذرائع سے ضروریات زندگی حاصل کی جائیں تو عبادات بے اثر ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

يَطِيلُ السَّفْرَ اشْعَثَ اٰخِرُ يَمْدُ يَدِيْهِ اِلَى السَّمَآءِ: يَا رَبِّ! يَا رَبِّ!
وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَنْشَرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَانِّي
يُسْتَجَابُ لِدَالِكَ .

”ایک شخص طویل سفر کر کے مقدس جگہ عرفات میں آتا ہے، پراگندہ بال اور غبار آلود ہو کر، ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے، اے رب! اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا لباس حرام، اس کا پینا حرام، پھر بھلا اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟“۔ (مسلم، کتاب الصدقہ، ج: ۲۲۳۹)

اسلامی نظام معاشرت میں اہل خانہ کو اشیائے ضرورت مہیا کرنا سرپرست مرد (قوام) کی ذمہ داری ہے، اس لئے ہر مرد کو حصولِ معاش کے لیے جائز اور ناجائز ذرائع کا علم حاصل کرنا چاہئے۔ یہ اس کی ذمہ داری بھی ہے اور ضرورت بھی۔

☆ ایک تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ خرید و فروخت کے اسلامی احکام سے آگاہی حاصل کرے اسے معلوم ہو کہ ناپ تول کیا چیز ہے اور اس کے احکام کیا ہیں، سود کیا ہے؟ اور اس کی کون کون سی صورتیں ہیں، قرض اور رہن کے احکام کیا ہیں؟

☆ ایک گورنمنٹ ملازم یا آفیسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ رشوت اور ہدیہ کے فرق کو جانتا ہو۔ اوپری آمدنی کے مختلف طریقوں کی حرمت سے واقف ہو اور ان کے حرام ہونے پر یقین بھی رکھے

☆ ایک مزدور کے لیے ضروری ہے کہ وہ شرعی احکام کے مطابق اس بات سے واقف ہو کہ مزدور اور مزدوری کرنے والے دونوں کو کن کن امور کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ مزدور کی کمائی حلال رہے اور کام کرانے والا مزدور پر کسی ظلم و زیادتی کا شکار نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يدخل الجنة جسدٌ غَدِيٍّ بالحرام

وہ جسم جو حرام سے پرورش پائے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(مشکوٰۃ ہلال البانی، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال ۲/۷۸۷)



حرام ذرائع آمدنی

حرام آمدنی کے بارے میں جاننے کے لیے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری

ہے۔

☆ جن چیزوں کا استعمال حرام ہے ان کے کاروبار میں کسی بھی قسم کی شمولیت کر کے کمانا حرام ہے۔ مثلاً تصویریں، مجسمے، نشہ آور اور اشیاء، حرام جانوروں کا گوشت، سود، بینک کی ملازمت، موسیقی، درندہ جانوروں کی خرید و فروخت، قحبہ گری، اداکاری، شطرنج، چوسر۔

☆ ملازمت یا کاروبار میں مندرجہ ذیل امور سے آمدنی حرام ہو جاتی ہے۔ کم تولنا، منافع خوری، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی، خیانت، رشوت۔

☆ حجام کا داڑھی مونڈنا، درزی کا غیر سا تر لباس سینا اور فروخت کرنا، کسی حرام چیز کی آمیزش کر کے کھانے پینے کی مصنوعات تیار کرنا اور بیچنا جیسے مشروبات، خوشبوؤں اور دواؤں میں الکوحل ملانا۔

☆ جوا، لاٹری، انشورنس، انعامی اسکیموں کے مختلف طریقے۔

☆ قبروں پر مجاور بن کر نذرانے وصول کرنا، فال گیری، تعویذ گنڈے کا کام کر کے کمانا، جھوٹی گواہی دے کر مال حاصل کرنا۔

☆ مانگنے کا پیشہ اختیار کرنا۔

☆ فحاشی پھیلانے والے رسائل اور اخبارات میں کام کرنا۔

☆ چوری، ڈاکہ۔

☆ وراثت میں سے کسی دوسرے کے حصہ پر قبضہ کر لینا۔

☆ ضبطِ تولید کا کام کرنا۔

یہ ذہن میں رہے کہ جو کام یا چیز حرام ہے اس میں کسی بھی قسم کی شمولیت یا کام کر کے کمانا حرام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے کاروبار میں ملوث مندرجہ ذیل آدمیوں کا نام لے کر ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی وعید سنائی ہے:

شراب نچوڑنے والا، شراب نچروانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، وہ جس کے لیے اٹھا کر لے جائی جائے، پلانے والا، فروخت کرنے والا، اس کی قیمت کھا جانے والا، خریدنے والا، وہ جس کے لیے خریدی جائے۔

(جامع ترمذی: ۱۲۹۵، سنن ابن ماجہ: ۳۳۸۰، بیہقی: ۲۸۷/۸)

☆ اگر کوئی شخص کسی کو حرام کاروبار کرنے کے لئے جگہ کرائے پر دے تو اس کی کرائے کی رقم حرام ہے۔ اگر کوئی شخص بینک کی یا حرام کاروبار کی عمارت میں صفائی کا کام کرے یا چپڑاسی ہو یا ڈرائیور ہو یا صرف کوڑا اٹھا کر لے جاتا ہو تو اسے جو معاوضہ ملتا ہے وہ حرام ہے۔

☆ اگر کسی کو پتا ہو کہ اس کی فروخت شدہ فلاں چیز حرام کاروبار والا خرید رہا ہے تو اس فروخت شدہ چیز کی رقم بھی حرام ہے البتہ لاعلمی میں ایسا ہو جائے تو پھر حرام نہیں۔



حلال اور حرام غذائیں

فرمانِ الہی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا (البقرہ: ۱۶۸)
 ”اے لوگو! ان اشیاء میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں۔“

اصلاً تمام اشیاء حلال ہیں۔ سوائے ان کے جن کا قرآن و حدیث میں حرام ہونے کا ذکر موجود ہے۔ فقہاء و محدثین نے کسی کھانے والی چیز کے حرام ہونے کے لیے درج ذیل اصول بتائے ہیں۔

☆ خود شارع نے اسے حرام قرار دیا ہو جیسے پالتو گدھا

☆ حرام ہونے کے لیے جس کا کوئی خاص وصف نصوص میں موجود ہو مثلاً کچلیوں والے

دندے

☆ جس کا خبیث ہونا اہل عرب میں معروف ہو مثلاً چوہا اور سانپ، مچھر، مکھی، گزگٹ

وغیرہ

☆ شارع نے جس کے قتل کا حکم دیا ہو مثلاً کالا کتا، جنگلی کوا وغیرہ

☆ جس جانور کی خوراک زیادہ تر مردار ہو جیسے گدھ

☆ جو چیز انسانی جسم کے لیے مہلک ہو مثلاً زہر

☆ جو چیز عقل کو نقصان پہنچائے مثلاً شراب اور تمام نشہ آور اشیاء

☆ جسے ناجائز طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو مثلاً کافر کا ذبیحہ یا غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا جانور۔

قرآن حکیم میں درج ذیل کھانوں کو واضح طور پر حرام کہا گیا ہے۔

۱۔ مَيْتَةٌ: یعنی مردار جو طبعی موت مر جائے۔ (المائدہ: ۳)

۲۔ الدَّم: وہ خون جو بہہ کر جانور کے جسم سے نکلے (المائدہ: ۳)

۳۔ لحم الخنزیر: سور کا گوشت، گوشت کے علاوہ بھی اس کی ہر چیز حرام ہے۔ (المائدہ)

۴۔ وَمَا أَهْلٌ لِّغَيْرِ اللَّهِ بِهِ: جس پر اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام پکارا جائے (المائدہ)

۵۔ الْمُنْخَنِقَةُ: جو گلا گھٹ کر مر جائے۔ (المائدہ)

۶۔ وَالْمَوْقُودَةُ: جو چھڑی یا لاشی لگ کر مر جائے۔ (المائدہ)

۷۔ وَالْمُتْرَدِيَّةُ: جو بلندی سے گر کر مر جائے۔ (المائدہ)

۸۔ وَالنَّطِيحَةُ: جو سینگ لگ کر مر جائے۔ (المائدہ)

۹۔ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ: اور جسے کسی درندے نے چھاڑ کھایا ہو۔ (المائدہ)

بملاحظہ ۵ سے لے کر ۹ نمبر تک کے جانور کو اگر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا

جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ (المائدہ)

۱۰۔ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصَبِ: جو آستانوں (مزاروں، بت کدوں وغیرہ) پر

ذبح کیا جائے۔ (المائدہ)

۱۱۔ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ: اور یہ کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے قال

نکال کر گوشت یا کھانا یا کوئی اور چیز تقسیم کی جائے۔

۱۲۔ چیر پھاڑ کرنے والا درندہ جانور۔ (بخاری: ۵۵۳۰)

۱۳۔ بچوں سے پکڑ کر یا بچوں میں دبا کر کھانے والا پرندہ (مسلم: ۱۹۳۴)

۱۴۔ گھریلو گدھے (بخاری: ۴۲۲۶)

۱۵۔ جَلَّالہ: جس جانور کو غلاظت کھانے کی عادت پڑ گئی ہو یا اسے غلاظت

کھلائی جاتی ہو۔ (صحیح ابوداؤد، بلا لبانی: ۳۷۸۶۔ ترمذی: ۱۸۲۵)

البتہ اگر اس کی غلاظت چھڑوا کر اسے حلال غذا کچھ دن کھلائی جائے اور اس

کے بعد ذبح کر لیں تو جائز ہے۔ (ارواء الغلیل ۱۵۱/۸)

☆ شریطہ: جس جانور کی گردن کا پوست کاٹ ڈالا جائے لیکن رگیں نہ کاٹی

جائیں پھر اسے چھوڑ دیا جائے اور وہ مر جائے۔

☆ زندہ جانور کا گوشت: اہل مدینہ اونٹ کی کوہان اور دنبہ کی دم کاٹ کر کھایا

کرتے تھے، آپ نے اسے حرام قرار دیا۔

☆ پالتو جانور کو شکار کرنا: حرام ہے اسے شرعی طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے

گا۔



شکار

صرف اس جانور کا شکار جائز ہے جو جانور حلال ہو، کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور وہ پالتو نہیں بلکہ جنگلی جانور ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سدھائے ہوئے کتے کے ذریعے شکار کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلَّبِينَ
تَعْلَمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكَنَّ عَلَيْكُمْ
وَاذْكُرُوا اللَّهَ عَلَيْهِ (المائدہ: ۳)

”اور آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکار کرنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہے یعنی جنہیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے پس جس شکار کو وہ تمہارے لئے پکڑ کر روک رکھیں تو تم اس سے کھاؤ اور اس پر اللہ کے نام کا ذکر کر لیا کرو۔“

شکار حلال ہونے کی درج ذیل شرائط ہیں:

- ☆ شکاری جانور کو شکار کرنا باقاعدہ سکھایا گیا ہو۔ (المائدہ: ۳)
- ☆ شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہی جائے۔ (المائدہ)
- ☆ کتے کے علاوہ باز، شکر اچیتا وغیرہ سے بھی انہیں سدھا کر شکار کرنا جائز ہے۔

(سبل السلام: ۴/۱۸۴۳، تفسیر فتح القدیر: ۱۳/۲)

☆ تیر کمان، بندوق وغیرہ سے بھی شکار کر سکتے ہیں بشرطیکہ اسے چلاتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ (بخاری: ۵۴۷۸)

☆ اگر تیر کمان یا کتے پر اللہ کا نام نہ لیا ہو اور وہ کسی جانور کو پکڑ لیں یا زخمی کر دیں اور ابھی ان میں جان باقی ہو تو انہیں ذبح کر کے کھایا جاسکتا ہے۔ (المائدہ)

☆ تیر یا تیز دھار آلے سے شکار کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ (بخاری: ۵۴۷۷، مسلم: ۱۹۲۹)

☆ اگر دھار کی بجائے کوئی دوسری جانب شکار کو لگے اور جانور مر جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں، اگر جان موجود ہو صرف زخمی ہو جائے تو اسے ذبح کر کے کھا سکتے ہیں۔

☆ اگر اپنے چھوڑے ہوئے کتے کے ساتھ دوسرا کتا بھی مل جائے اور جانور مردہ حالت میں ملے تو اسے کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ علم نہیں کہ کس کتے نے جانور کو شکار کیا ہے جب کہ اپنے کتے پر تو بسم اللہ پڑھی تھی دوسرے پر نہیں۔

(بخاری: ۵۴۸۴، صحیح مسلم: ۳۵۶۰)

☆ اگر شکاری کتیا یا جانور پکڑے ہوئے جانور میں سے خود کھالے تو پھر اسے کھانا حلال نہیں۔ نامعلوم شکاری جانور نے اپنے لئے شکار پکڑا یا مالک کے لیے؟ معاملہ مشکوک ہے۔ (بخاری: ۵۴۸۳، مسلم: ۱۹۲۳)

☆ اگر شکار کیا ہو جانور پانی میں ملے اور مر چکا ہو تو کھایا جائے، نہ معلوم پانی نے اسے قتل کیا یا تمہارے تیر نے۔ (مسلم: ۱۹۲۹)



ذبح کرنے کا طریقہ

ایسا جانور جو کسی کی ملکیت میں ہو یا پالتو جانور ہو تو اسے پکڑ کر بسم اللہ کہہ کر اس کی شہ رگ کاٹ دینا ذبح کہلاتا ہے۔ ذبح کرنے کی درج ذیل شرائط ہیں:

☆ جانور پالتو ہو۔

☆ چھری پھیرتے وقت بسم اللہ کہا جائے ورنہ حلال نہیں ہوگا۔ (بخاری: ۵۵۴۳، مسلم: ۱۹۶۸)

☆ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے البتہ کوئی بھی دوسرا تیز دھارا آلہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (بخاری)

☆ تیز دھار پتھر کے ساتھ ذبح کر سکتے ہیں۔ (بخاری: ۲۳۰۴، ابن ماجہ: ۳۱۸۲)

☆ عورت بھی ذبح کر سکتی ہے۔ (بخاری: ۲۳۰۴)

☆ جانور کو تکلیف نہ پہنچائی جائے لہذا چھری وغیرہ تیز کر لی جائے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ (مسلم: ۱۹۵۵، سنن ابوداؤد: ۲۸۱۳)

☆ اگر کسی جانور کو پکڑ کر ذبح کرنا مشکل ہو تو اسے تیر یا نیزہ مار کر حلال کرنا بھی درست ہے۔ (بخاری: قبل الحدیث: ۵۵۴۳)

☆ جنین کی ماں کو ذبح کرنا ہی جنین کو بھی ذبح کرنا ہے، اسے الگ سے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ (صحیح ابوداؤد: ۲۴۵۲، سنن ابن ماجہ: ۳۱۹۹، سنن ترمذی: ۱۳۷۲)

☆ مچھلی اور مٹھی بغیر ذبح کئے حلال ہیں۔

(ابن ماجہ: ۳۲۱۸، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ۱۸۸)

☆ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ انہوں نے ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام

لیا ہو۔ (بخاری، قبل الحدیث: ۵۵۰۸)

☆ اہل کتاب کا کھانا حلال ہے بشرطیکہ اس میں کوئی شرعاً حرام چیز نہ ہو۔

(المائدہ: ۵)



خرچ کرنے کی ترتیب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَ
الْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْبَنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

(البقرہ: ۲۱۵)

”لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کس طرح کا مال خرچ کریں، کہہ دیجئے کہ تم جو مال خرچ کرنا چاہو، وہ ماں باپ پر، قریب کے رشتہ داروں پر، یتیموں پر محتاجوں پر اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو بھلائی تم کرو گے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے عرض کی: میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اپنے نفس پر خرچ کرو۔ اس شخص نے کہا: میرے پاس اور دینار بھی ہے۔ فرمایا: اس کو اپنی بیوی پر خرچ کرو۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ فرمایا: اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔ اس نے کہا: میرے پاس اس کے علاوہ دینار بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: اب تو اپنا معاملہ خوب جانتا ہے، یعنی جہاں مناسب سمجھتا ہے وہاں خرچ کرو۔ (ابوداؤد: کتاب الزکوٰۃ: ۱۶۹۱، سنن نسائی: ۲۵۳۶)

مذکورہ آیت اور حدیث سے پتا ملتا ہے کہ قرابت کا لحاظ رکھ کر دوسروں پر خرچ کیا جائے گا۔ اسی طرح اپنے دسترخوان کو موقع کا لحاظ رکھتے ہوئے درجہ بدرجہ رشتہ داروں کے لیے بھی وسیع کیا جائے گا۔

خرچ کرنے کی جگہیں:

خاندان کے افراد کے کفیل مرد یعنی سرپرست کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام سے کون سی جگہوں پر خرچ کرنے کا مکلف ٹھہراتا ہے اور کن جگہوں پر خرچ کرنا حرام ہے۔

خرچ کرنے کی مختلف صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اپنے اقربا کی ضروریات خاطر خواہ طریقے سے پوری کرنا۔

☆ اللہ کے لیے اگر زائد ہو تو محتاجوں، مسکینوں، مقروضوں کا قرض ادا کرنے، بیواؤں، یتیموں، فی سبیل اللہ کام کرنے والوں پر خرچ کرنا چاہئے۔

☆ ناجائز امور پر یا فضول جگہ پر خرچ کرنا

تبذیر:

اسے بے جا مال اڑانا یا حرام خرچہ بھی کہتے ہیں۔ جو چیزیں حرام ہیں ان پر خرچ کرنا بھی حرام ہے مثلاً تصویریں، ٹی وی، مجسمے، گانے بجانے کے آلات، سونے چاندی کے برتن، ریشمی بستر اور ریشمی پردے، نشہ آور اشیاء کی خریداری، کتا اور دیگر درندہ جانور۔ شطرنج یا دیگر حرام کھیلوں کی چیزیں خریدنا، فال نکلوانے، ہاتھ دکھانے پر خرچ کرنا، ناجائز رسومات و تقریبات پر خرچ کرنا مثلاً مایوں، مہندی، برات، سالگرہ، کسی کا یومِ وفات منانا، ویلنٹائن ڈے، بسنت، ہولی، بیساکھی، مدرڈے، فادرڈے، عرس وغیرہ منانے پر خرچ کرنا، لائٹنگ کرنا، آرائشی چیزوں پر خرچ کرنا، وغیرہ۔

اسراف:

فضول خرچی کو اسراف کہتے ہیں، اسراف دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) کسی چیز کی جتنی مقدار میں ضرورت ہو اس سے زیادہ مقدار میں حاصل کرنا، مثلاً ایک جگ اور چھ گلاس میں اچھا گزارہ ہو سکتا ہو لیکن پھر بھی نیا فیشن، نیا ڈیزائن، نیارنگ وغیرہ دیکھ کر مزید گلاس اور جگ خرید لینا۔ اگر دس بستروں کی ضرورت ہو اور گزارہ بھی ٹھیک ہو رہا ہو تو پھر بھی مزید نیا بستر لینا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ چیزیں خریدتے وقت زیادہ مہنگی اور عام لوگوں کی پہنچ سے زیادہ عمدہ خریدنا۔ مثلاً کپڑوں کا ایک جوڑا آٹھ سو روپے میں بھی درمیانے درجے کا خریدا جاسکتا ہے۔ لیکن آٹھ سو روپے کی بجائے چار پانچ ہزار ایک سوٹ کی خرید یا سلائی کڑھائی پر خرچ کر دینا۔ حالانکہ یہ زائد پیسے بچا کر اپنی کوئی اور ضرورت یا کسی دوسرے کی ضرورت پوری کی جاسکتی تھی۔

حرام و حلال کا خیال رکھنا خاتونِ خانہ کی ذمہ داری:

جس طرح سربراہ خانہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی آمدنی کو جائز ذرائع سے حاصل کرے اور اس میں حرام کی ذرہ بھر بھی آمیزش نہ ہونے دے۔ اسی طرح خاتونِ خانہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے سرپرست کی آمدنی پر کڑی نگاہ رکھے، اس کا حتی الامکان محاسبہ کرتی رہے کہ وہ کوئی حرام یا مشتبہ کام تو نہیں کر رہا۔

اکثر مرد ناجائز ذرائع آمدنی صرف بڑھتی ہوئی بے لگام ضروریات کی وجہ سے اپناتے ہیں۔ خاتونِ خانہ کو چاہئے کہ وہ اصل حلال آمدنی پر قناعت کرے، اپنے بچوں اور اپنے قوام کو قناعت کی ترغیب دے۔ اپنی ضروریات کو محدود رکھے۔ تکلف، تعیش اور اسراف سے اپنا دامن بچائے تاکہ مرد تنگ آکر حرام ذریعہ اختیار کرنے سے بچ جائے۔

خواتین کا کسبِ معاش کرنا

خواتین کو کسبِ معاش کی مکلف نہیں ہیں، یہ ذمہ داری مرد حضرات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے انہیں قوام بنایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (النساء: ۳۴)

”مرد عورتوں پر حاکم و نگران ہیں اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔“

اگر کسی وجہ سے گھر کا سرپرست کمانے کے قابل نہ رہے، یا اس کا ہاتھ تنگ ہو، یا وہ فوت ہو جائے تو مجبوری ہے، خواتین کسبِ معاش کر سکتی ہیں لیکن چند شرائط کے ساتھ:

☆ جو کام وہ کر رہی ہیں اس کے کرنے کے لئے ان کا پردہ اور حیا محفوظ رہے کیونکہ عورت پر حجاب اور عفت و عصمت کی حفاظت فرض ہے۔ لہذا خواتین کا ان دفتروں اور محکموں میں کام کرنا جن میں مردوں سے سابقہ پڑتا ہے جائز نہیں ہے۔ چاہے یہ مرد چپڑا سی یا کلرک ہوں، یا باس اور آفیسر یا کو لیگ یا گاہک اور اپنی دفتری ضرورت کے لیے آنے والے۔

☆ جہاں وہ کام کر رہی ہے وہاں مکمل حجاب کے ساتھ جائے، چہرہ، جسم، لباس، محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زیور، ہر چیز بڑی چادریا برقعے میں چھپی ہوئی ہو۔

☆ جس راستے سے وہ گزر کر کسبِ معاش کی جگہ پر جاتی ہے وہ محفوظ ہو، راستے میں کسی قسم کا جانی یا آبرو کو نقصان پہنچنے کا خدشہ نہ ہو۔

☆ جس جگہ پر وہ ملازمت کے لیے جا رہی ہے وہ گھر سے زیادہ دور نہ ہو، نیز آمد و رفت کی محفوظ صورت موجود ہو۔

☆ عورت زیور، میک اپ اور زینت والا لباس پہن کر نہ جائے بلکہ سادہ لباس میں اور مکمل حجاب کے ساتھ جائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس عورت کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو اس مسجد کے لیے خوشبو لگا کر نماز کے لیے آئے حتیٰ کہ وہ واپس جا کر غسلِ جنابت جیسا غسل کر لے۔“ (ابوداؤد: کتاب الترجل: ۴۷۴)

سب سے بہتر یہی ہے کہ عورت کوشش کرے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر ہی کام کرے، مثلاً دستکاریاں، بچوں کو پڑھانا، سلائی کڑھائی کرنا، فیکٹریوں سے لا کر مختلف چیزوں کی پیکنگ کرنا یا کوئی اور مزدوری کا کام کرنا، کھانے پینے کی چیزیں گھر میں تیار کر کے بازار بھیج دینا، گھر میں کوئی چھوٹی موٹی فروخت کرنے والی چیزیں رکھنا، جن کی خریداری کے لئے صرف عورتیں ہی آئیں۔



آمدنی اور خرچ میں توازن (بجٹ)

بجٹ سے مراد ہے اپنی آمدنی کے مطابق اپنی ضروریات کا اس طریقے سے تخمینہ لگانا اور انتظام کرنا جس سے آدمی زیادہ زیر بار بھی نہ ہو اور ہر ضرورت پوری ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ خود بھی مدبر الامور ہے اور اس نے اس کائنات میں ہر چیز کو ایک درست اور ٹھیک ٹھیک اندازے کے مطابق بنایا اور منظم کیا ہے۔ دنیا میں جس قدر افراد بڑھتے ہیں وہ اسی قدر رزق کے ذرائع بھی ساتھ ساتھ بڑھاتا جاتا ہے۔

آج سے ۲۰۰ سال قبل ایک یہودی ماتھس نے اپنی خرد ماغی سے کام لے کر یہ خیال ظاہر کیا کہ انسانی آبادی 2×2 کے حساب سے بڑھتی ہے اور خوراک کے ذرائع ۱، ۲، ۳، کے حساب سے، لہذا ایک وقت آئے گا کہ آبادی بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گی، ہمیں چاہئے کہ ہم انسانوں کی پیدائش پر کنٹرول کر لیں تاکہ انسان ہلاکت سے بچ سکیں۔ اس کا یہ خیال جلد ہی کاغذ کی ناؤ ثابت ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کے چھپے خزانوں کو اگل دیا، اور اب صورت حال یہ ہے کہ جو زمین سال میں صرف ایک بار فصل اگاتی تھی اب سال میں چار بار فصل اگانے لگی ہے، ایندھن کے لیے سوئی گیس اور جوہری توانائی نیز بجلی کے ذرائع تیز

رقاری سے بڑھے ہیں۔ صنعتی ترقی ہر ملک میں کئی گنا آگے بڑھ چکی ہے۔ بلکہ محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صنعتی ترقی اور ذرائع آمدنی بڑھنے کی وجہ سے ہر انسان آج سے سو سال پہلے کی نسبت کہیں زیادہ خوشحال ہے۔ ایک دور وہ تھا کہ مزدور سارا دن مزدوری کر کے صرف ایک وقت کی روٹی مزدوری میں حاصل کرتا تھا آج وہی مزدور دو سو یا تین سو روزانہ مزدوری وصول کر رہا ہے۔ تب لوگ جھونپڑیوں اور کچے مکانوں میں رہتے تھے۔ آج اکثریت پختہ مکانوں میں رہ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بھٹ کس قدر متوازن ہے۔ غور کیجئے! وہ انسان کا بچہ ہو یا جانور کا، اس کو دنیا میں بھیجنے کے ساتھ ہی اس کی ماں کی چھاتی میں اس کے رزق کا انتظام کر دیتا ہے۔ اس نے تو یہ فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ إِمْلَاقٍ - نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ - إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً - (بنی اسرائیل: ۳۱)

”اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا، ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا سخت گناہ ہے۔“

سب سے پہلی بات ذہن میں بٹھالینے کے قابل یہی ہے کہ رزق کا ذمہ دار خود اللہ رب العالمین ہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلُّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ - (ہود: ۶)

”اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی، یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا

ہوا) ہے۔“

لہذا گھر کے افراد بڑھ جائیں، مہمان زیادہ آجائیں، کوئی ہنگامی ضرورت آگھرے تو پریشان مت ہوں، گھبرائیں نہیں، یہ خوف دامن گیر نہ ہو کہ کل کیا ہوگا؟ کہاں سے آئے گا؟ کیسے ملے گا؟ بلکہ یہ فرمانِ الہی یاد رکھیں:

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ - (النحل: ۹۶)

”جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ

باقی رہنے والا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رزق کے حصول کے لیے ذریعہ اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ یہی توکل

ہے۔ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اور اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو

وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندے صبح خالی پیٹ گھروں سے نکلتے

ہیں اور شام کو بھری ہوئی پوٹوں کے ساتھ واپس آتے ہیں۔“ (مسند احمد: ۲۰۵، ابن

حبان: ۷۳۰، مستدرک حاکم: ۳/۳۱۸، قال ترمذی حسن، قال البانی صحیح فی ابن ماجہ: ۳۱۶۳)

پرندوں کی طرح کوشش کرو جو مقسوم ہے وہ ضرور مل کر رہے گا۔ سوچ سمجھ کر

خرچ کرنا بھی توکل کے منافی نہیں بلکہ سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی تمام

بیویوں کو سالانہ خرچ دیا کرتے تھے اور اس مقصد کے لیے فدک میں ایک قطعہ

زمین مخصوص کر رکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کی روشنی میں اگر اپنے زیر کفالت افراد کے لیے

مستقل ذریعہ میسر آجائے تو یہ بھی بہتر ہے اگر ماہانہ، ہفتہ وار یا روزانہ ذریعہ آمدنی

ہے تو بھی الحمد للہ! اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی ایک صفت یہ بتاتا ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا۔ (الفرقان: ۶۷)

”اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔“

اگر ذرائع آمدنی کشادہ ہیں تو زیر کفالت افراد کی ضروریات پوری کرنے میں بخل سے کام نہ لیں اور اگر آمدنی وافر ہے تو اسے بے جا خرچ بھی نہ کریں۔ فرمان ہے:

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔ (الاعراف: ۳۱)

”کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک وہ فضول خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے اور دیگر ضروریات کے بعد جو کچھ بچ جائے اسے اللہ تعالیٰ کے لیے دوسروں پر خرچ کریں، فی سبیل اللہ خرچ کر کے ستر گنا منافع وصول کرنے والا سودا کر لیں۔

یہ مت سوچئے کہ آمدنی زیادہ ہے اس لئے ضروریات بڑھالینے میں یا بے جا لٹانے میں کوئی حرج نہیں۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ وہ کیا خرچ کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلِ الْعَفْوَ (البقرہ: ۲۱۹)

”کہہ دیجئے جو کچھ ضرورت سے زائد ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں۔“

البتہ زیادہ آمدنی کی صورت میں سہولیات میں اضافہ کرنا معیوب نہیں بلکہ یہی اظہارِ نعمت ہے۔ مثلاً سواری کی سہولت، کام کرنے کے لیے ملازم رکھنا، مختلف مشینوں سے کام لے کر اپنے وقت اور محنت کو بچا لینا۔

اگر آمدنی محدود ہو تو پھر حقیقی اور ناگزیر ضروریات ہی کو ترجیح دینا چاہئے۔

دو درجہ حاضر میں ضروریات دو قسم کی ہیں:

(۱)۔ حقیقی ضروریات جن کے بغیر گزارہ ممکن نہیں مثلاً مناسب خوراک، چھوٹی سی رہائش کی جگہ، گرمی سردی سے بچانے والا لباس، بچوں کے تعلیمی اخراجات وغیرہ۔

(۲)۔ خود ساختہ ضروریات جو ضرورت نہیں ہیں لیکن عمومی استعمال کی وجہ سے انہیں ضرورت بنا لیا گیا ہے۔ مثلاً فرنیچر، اچھی قسم کے برتن، بیڈ، ٹی وی، شوپیسز، کھڑکیوں اور دیواروں پر آرائشی پردے، بچوں کے لیے ریڈی میڈ لباس، ہر عید، تہوار اور شادی وغیرہ پر نیا لباس بنانا، ٹیلی فون، انٹر کام، استری کئے ہوئے کپڑے، اسی طرح بہت سی رسومات جیسے جہیز، بری وغیرہ۔

اگر آمدنی محدود ہے تو خود ساختہ ضروریات پر مت سوچیں بلکہ بار بار سیرت صحابہ کا مطالعہ کریں، ان کی ضروریات کو ذہن میں رکھیں۔ صرف حقیقی ضروریات پوری کرنے کا سوچیں، پھر ان حقیقی ضروریات میں سے بھی بعض ایسی ہیں جو ایک بار بن جائیں تو سالوں کام دیتی رہتی ہیں مثلاً چار ہائیاں، بستر، الماریاں، کپڑے، برتن، مکان وغیرہ۔

خوردونوش، سکول کی فینسیس، کتابیں کا پیاں شیئرنری وغیرہ، مکان کا کرایہ، آمد و رفت کا خرچ، پانی، بجلی وغیرہ کے بل، صابن تیل وغیرہ مستقل ضرورت ہیں۔ ان میں بھی اپنے اپنے حالات کے مطابق ترجیحات دیکھ لیں۔

ہمارے معاشرے میں اس وقت سٹیٹس کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ اور ہر سال فرنیچر اور برتن، بستر تبدیل کرتے ہیں۔ کمروں کی ترتیب اور رنگ و روغن ہر چند سال بعد تبدیل کئے جاتے ہیں۔ ہر تقریب پر نیا جوڑا، پہننا عام رجمان بن گیا ہے۔ پھر ہر جوڑے کے ساتھ، پرس، جوتا، بنیں، زیور، غرض ہر چیز میچ کرنا بھی عام رجمان بن چکا ہے۔

ان تمام رجحانات سے اپنے آپ کو آزاد رکھیں، دراصل یہ دنیا کی وہ سنگین زنجیریں ہیں جن میں جکڑا جانے والا صرف دنیا ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے، اس کی تمام تنگ و دو پیٹ سے پاخانے تک گھومتی رہتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایسے لوگوں کی طرف دیکھو جو (دینیوی مال و اسباب کے لحاظ سے) تم سے نیچے ہوں اور ان کی طرف مت دیکھو جو (مال و دولت میں) میں تم سے بڑھ کر ہوں۔ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کرو گے جو اس کی جانب سے تم پر کی گئی ہیں۔ (مسلم، اوائل کتاب الزہد والرقاق: ۲۹۲۳)

ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص ایسے آدمی کو دیکھے جسے مال اور پیدائش میں اس پر فضیلت دی گئی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ ایسے شخص کو بھی دیکھے جو اس سے نیچے یعنی (مال میں کمتر) ہے۔ (بخاری: کتاب الرقاق: ۶۳۹۰)

☆ لباس پرانا ہو تو بھی کوئی مضاائقہ نہیں جب کہ وہ ستر ڈھانکنے اور گرمی سردی سے بچانے کے تقاضے بھی پورے کر رہا ہے۔

☆ برتن اگر آؤٹ آف فیشن ہیں تو کسی احساس کمتری کا شکار مت بنئے، جوان کا کام ہے وہ تو اچھے طریقے سے کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا بھی ایک ہی پیالہ تھا جسے ٹوٹنے کے بعد چاندی کے تار سے جوڑ دیا گیا تھا۔

☆ اگر گھر میں بستر پرانے یا معمولی ہیں تو خیر ہے جب کہ وہ رات کو سوتے وقت ضرورت پوری کر رہے ہیں۔

کسی چیز کی اصل خوبی اس کا نیا ہونا یا فیشن کے مطابق ہونا نہیں بلکہ جس ضرورت کے لئے اسے رکھا ہوا ہے اس ضرورت کا پورا ہوتے رہنا ہے۔

نفاست، صفائی اور سلیقہ رکھنا آپ کے ہاتھ میں ہے اور یہ وہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے خاتونِ خانہ کی گھر میں اور آنے اور دیکھنے والے افراد میں بھی عزت بڑھتی ہے۔



غذائی اشیاء کی خریداری

غذائی اشیاء کی خریداری کے لیے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ کاپی پران تمام چیزوں کی فہرست لکھ لیں جو گھر میں اکثر یا کبھی کبھی استعمال میں آتی رہتی ہیں۔ جب کوئی چیز منگوانا ہو تو فہرست کو ایک نظر دیکھ لیں۔ اس طرح یاد آجائے گا کہ فلاں چیز بھی ختم ہو چکی ہے۔ یا ختم ہونے کے قریب ہے۔ خریداری بار بار کرنے کی بجائے اگر گنجائش ہو تو ایک بار ہی کر لینا بہتر ہے۔ کیونکہ بازار پسندیدہ جگہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا.

(صحیح مسلم، کتاب المساجد: ۱۲۳۰)

”زمین پر اللہ کی محبوب ترین جگہیں مساجد ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مبغوض (ناپسندیدہ) جگہیں بازار ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ: تو بازار میں سب سے پہلا داخل ہونے والا نہ ہو اور نہ ہی اس سے سب سے آخر میں نکلنے والا۔ اس لئے کہ اس میں شیطان اٹڈے اور بچے دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب الفصائل الصحابہ من فضائل ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ۲۲۵۱)

یہ حقیقت ہے کہ شیطان بازاروں میں ہر قسم کا گناہ کروانے میں پوری طرح

مگن ہوتا ہے۔ اگر کوئی چشم تصور میں شیطان، اس کے انڈے بچے اور پھر شرم ناک گناہوں کو تصور میں لائے اور اس کے اندر اللہ کا خوف اور گناہ سے بچاؤ موجود ہو تو وہ بغیر کسی اشد ضرورت کے بازار کی طرف کبھی نہ جائے۔

عورت کو بازار میں جانے سے حتی الامکان بچنا چاہئے کہ اس کے حق میں یہی بہتر ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے کتابچہ: عورتیں اور بازار)

ہمارے معاشرے میں مردوں نے اپنی ذمہ داریاں عورتوں پر ڈال دی ہیں۔ سبزی خریدنا، بل بھرانا، عزیزوں رشتہ داروں کے ہاں جانا، بچوں کے اسکول میں داخلے اور دیگر کاموں کے لیے جانا، بازار میں دیگر ہر قسم کی جا، وبے جا خریداری کے لیے جانا، غرض باہر کے تمام کام خواتین سے کروائے جاتے ہیں۔

ایک باغیرت، صاحب ایمان مرد کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر کی خواتین کو چار دیواری میں ہی رکھے اور اسے ضرورت کی چیزیں گھر ہی میں مہیا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

اور اپنے گھروں میں ہی ٹھہری رہو۔ اور جس طرح (پہلے) جاہلیت کے (دنوں) میں اظہارِ زینت کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاتی پھرو اور نماز پڑھتی رہو اور زکوہ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتی رہو۔

خواتین کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امہات المؤمنین اور صحابیات کی طرح صبر و قناعت اختیار کریں۔ جو مل جائے، جیسا مل جائے، جتنا مل جائے اسے پورے

تشکر اور اطمینان کے ساتھ اپنے گھر کے مردوں سے قبول کریں اور خوش ہوں کہ اللہ نے انہیں گھر میں بیٹھے بٹھائے ضرورت کی چیز مہیا کرنے والے باپ، بھائی، بیٹے، خاوند عطا کئے ہیں۔

چیزیں خریدتے وقت ایک بار پھر سوچ لیں، کیا واقعی اس چیز کی ضرورت ہے؟ بازار کی طرف جاتے ہوئے وہ دعا پڑھنا نہ بھولیں جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“

”اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کے لیے حمد ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے مرنے نہیں ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

کسی صاحبِ ایمان، نمازی اور شکل و صورت سے مسلمان نظر آنے والے شخص سے خریداری کریں تاکہ آپ کے پیسے کا فائدہ صاحبِ ایمان کو پہنچے کیونکہ یہ اس شخص کی نیکیوں میں بالواسطہ حصہ ڈالنے کے مترادف ہے جب کہ برے آدمی یا بے نماز اور بددیانت یا کافر و فاجر سے خریداری کریں گے تو یہ بالواسطہ اس کی برائی میں حصہ دار بننے کی لاشعوری کوشش کی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَصَاحِبَ إِلَّا مَوْمِنًا وَلَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا .
ساتھی صرف مومن کی بناؤ اور تمہارا کھانا صرف متقی لوگ کھائیں۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب: ۴۸۳۲، سنن ترمذی: کتاب الزہد، مسند احمد)

لہذا ہمیں اپنا کھانا، اپنا مال، اپنے ہدیے صرف اہل ایمان اور متقی لوگوں کی طرف ہی منتقل کرنے چاہئیں اور دوستی بھی ایسے ہی لوگوں سے رکھنا چاہئے۔

متقی اور صاحبِ ایمان سے خریداری کرنے کی وجہ سے جتنا وقت دکان پر گزرے گا صاحبِ ایمان کے ساتھ گزرے گا۔ صاحبِ ایمان شخص لحاظ بھی رکھے گا اور کبھی ادھار کی ضرورت پڑے تو واقفیت ہو جانے کی وجہ سے وہ اعتبار بھی کرے گا۔ چیزیں خریدتے وقت یہ بھی خیال رکھیں کہ صرف مسلمان کمپنیوں کی تیار کردہ ہوں۔ اکثر کافر ملک اور کمپنیوں کے مالک مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اور ظاہر یا پوشیدہ مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والے ممالک کی مدد کر رہے ہیں۔

کافر لوگ اپنی مصنوعات اور اشتہارات کے ذریعے مسلمان ممالک میں بے حیائی پھیلا رہے ہیں۔ نیز یہ لوگ اپنی مصنوعات میں حرام چیزوں کا استعمال کرتے ہیں مثلاً سور کی چربی، چمڑا، گوشت، ہڈیاں، خون، مردار کی ہڈیاں، جھٹکے کا گوشت، الکوحل، درندوں کا چمڑا وغیرہ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: غیر ملکی مصنوعات اور ہم)

اپنی ضرورت اور مالی وسائل بھی ذہن میں رکھیں۔ خوراک ہو یا لباس یا کوئی اور دنیا کی چیز، دوسروں کی ریس مت کریں۔

یاد رہے! کہ اللہ تعالیٰ نے دوڑ اور مقابلہ نیکی کرنے میں جائز قرار دیا ہے بلکہ اس کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ - (النساء: ۷۸)

”پس بھلائیوں کے حصول میں سبقت اختیار کرو۔“



باورچی خانہ

اسے ہماری اردو زبان میں نعمت خانہ کہا جاتا تھا۔ یہ نام اپنی معنویت کے لحاظ سے زیادہ مناسب تھا۔ اس نام سے ذہن فوراً اللہ کی مہربانیوں کی طرف منتقل ہو جاتا اور شکرِ نعمت کرنے کو جی مچلنے لگتا۔ پھر دیکھتے دیکھتے تہذیب اور اقدار بدل گئیں، زبان نے بھی رنگ بدلا اور نعمت خانے کی جگہ باورچی خانے نے لے لی، باورچی خانہ بھی بدلتی اقدار اور روایات کا ساتھ نہ دے سکا، چند قدم چلنے کے بعد یہ کچن جیسے انگلش لہجے اور انگلش روایات اور انگلش کھانوں کے ساتھ ہمارے گھروں میں گھس گیا۔ اور اب ہر گھر کے نعمت خانے پر کچن کا قبضہ ہو چکا ہے۔

کچن کے مختلف ڈیزائن اور انداز اخبارات میں متعارف کرائے جاتے ہیں۔ اب یہ باقاعدہ ایک آرٹ بنا دیا گیا ہے۔ امریکی کچن کی اصطلاح بھی عام ہو رہی ہے۔

دورِ حاضر کے لوگوں کی زندگی باورچی خانے سے بیت الخلاء کے گرد گھومتی رہتی ہے، اس لئے پورے گھر میں یہ دونوں جگہیں سب سے زیادہ توجہ اور روپیہ ہضم کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں کئی کئی دن چولہے ہی نہیں جلتے تھے، لہذا باورچی خانہ بنانے کی طرف کسی کا ذہن نہیں گیا۔ بغیر باورچی خانے کے ہی

گھرنے، بستے اور کھانے پکتے رہے۔ بوقت ضرورت اینٹیں یا پتھر نیچے اوپر رکھ کر ایندھن کے طور پر لکڑیاں یا ایلے جلائے جاتے۔ جو کچھ پکانا ہوتا، ہنڈیا میں ڈال کر پانی ڈال کر چڑھا دیتے۔ تھوری دیر تک وہ سب کچھ گل پک جاتا اور کھا لیا جاتا۔

تب ایک برتن سے کئی قسم کے کام لئے جاتے مثلاً ایک چھری سے، سبزی، پھل، ساگ، گوشت وغیرہ کاٹنے کا کام لیا جاتا۔ بند ڈبوں کو کھولنے کے لیے بھی استعمال ہوتی۔ قلم اور پنسل تراشنے، مسواک بنانے، کاغذ کو موڑ کر اسے کاٹنے، دھاگہ یا سخت رسی توڑنے کے لیے بھی چھری ہی کام دیتی۔ جڑی ہوئی دودھاتوں کی تہہ الگ الگ کرنے میں بھی یہی کام آتی۔ انڈا پھینٹنے، پانی یا دودھ میں کسی دوسری چیز کو حل کرنے، ہنڈیا میں پکتی چیز کو ہلانے، توے پر روٹی کا رخ پلٹنے، گنا پھیلنے اور اس کی کنیریاں بنانے، لکڑی کا چھلکا اتارنے اور درخت کی نرم شاخوں کو توڑنے کا کام بھی دیتی ہے۔ چھری ہی کی نوک اس کروڈرا نیور کا کام دیتی۔ بعض گھروں میں ایک کی بجائے دو چھریاں ہوتیں، بڑے سائز کی چھری وزنی اور زیادہ سخت چیزوں کو کاٹنے کے لیے استعمال ہوتی۔

غور کیجئے! اب ان تمام کاموں کے لیے الگ الگ اوزار یا برتن ہر گھر میں موجود ہیں۔ کسی دور میں مصالحوں کے طور پر صرف نمک، مرچ، ہلدی گھروں میں ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ نوبت بایں جا رسید کہ ہر گھر میں باورچی خانے میں تقریباً تیس کے قریب مختلف چیزوں کے ڈبے رکھے ہوتے ہیں۔ اسی پر برتنوں اور دیگر چیزوں کا قیاس کر لیجئے۔

نتیجہ یہ کہ باورچی خانے کے لوازمات بڑھ چکے ہیں، ان چیزوں کے خریدنے کا

خرچ اور سنبھالنے کی محنت بجائے خود ایک مسئلہ ہے۔ کتنی دل چسپ بات ہے کہ ہم لوگ ان لوازمات کو ہنسی خوشی قبول کرتے اور ان کے لیے اپنی محنت اور اخراجات بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔

باورچی خانوں میں الماریوں اور چیزوں کی ترتیب بھی نقشہ نویسوں اور انجینئروں سے بنوائی جا رہی ہے۔ بہر حال یہ دنیوی نقطہ نظر ہے۔ جہاں تک انسانی ضرورت کا تعلق ہے تو گھر کے کسی بھی مناسب حصہ میں چولہا رکھ کر ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔ گھر میں الگ باورچی خانے کے نام سے کوئی کمرہ نہ ہو تو یہ بات باعثِ عار نہیں، ہر ایک کے حالات یا ذوق پر منحصر ہے۔

اگر اللہ نے سہولت دے رکھی ہے اور پکانے کے لیے کوئی ایک جگہ باورچی خانے کے طور پر بنالی جائے تو مناسب اس لئے ہے کہ بہر حال دورِ حاضر میں پکانے اور کھانے کا انداز کافی ترقی کر چکا ہے۔ چولہے کا ایک جگہ نصب ہونا، حرارت اور آگ کا ایک مخصوص حصے تک محدود رہنا، یا کھانے پینے کے برتنوں اور چیزوں کا ایک جگہ پر رکھنا سلیقہ کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

باورچی خانے کی اشیاء کی ترتیب اور سلیقے میں چند بنیادی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

☆ دورِ حاضر کے جدید کچن روم کا مقابلہ یارلیس کرنے کے لیے بہت زیادہ پیسہ خرچ نہ کیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”اللہ نے ہمیں دولت اس لئے نہیں دی کہ مٹی اور پتھر کو پہنایا جائے۔“

(بخاری، مسلم: ۲۱۰۶)

☆ کم از کم اشیائے ضرورت کا اصول پیش نظر رہے۔

☆ ہر چیز کی جگہ مقرر ہو وہیں سے کام کے وقت اٹھائی اور وہیں واپس رکھی جائے۔

☆ پانی کی نکاسی کا انتظام درست ہو۔

☆ باورچی خانوں میں چھپکلیاں، چیونٹیاں، جھینگر وغیرہ زیادہ پیدا ہوتے ہیں کیونکہ انہیں یہاں کھانے پینے کی چیزیں ملتی رہتی ہیں لہذا صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔

☆ باورچی خانے کے تمام برتن ڈھک کر رکھے جائیں، یا الٹے کر کے رکھے جائیں، رسول اللہ ﷺ نے برتنوں کو ننگا رکھنا ناپسند کیا ہے۔

☆ ڈبوں میں بند خشک چیزوں کو دیکھتے رہیں خصوصاً برسات کے دنوں میں کیڑے پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے، دھوپ لگوائیں تاکہ جراثیم وغیرہ مرجائیں اور نمی ختم ہو جائے۔

☆ دالیں چاول وغیرہ اگر وقت ہے تو اچھی طرح صاف کر کے ڈبوں میں ڈال کر رکھیں، پکاتے وقت آسانی رہے گی۔

☆ جن چیزوں کی ہر روز ضرورت پڑتی ہے وہ ختم ہونے سے ایک دو دن پہلے ہی منگوائیں تاکہ ضرورت پڑنے پر مشکل پیش نہ آئے۔

☆ دسترخوان اور صافیاں دھلی ہوئی صاف ستھری رکھیں۔

☆ جو برتن استعمال کریں انہیں اسی وقت دھو کر رکھیں تو وہ جلدی صاف ہو جاتے ہیں اور برتن جمع ہونے کے بعد دھونے میں جو کثیر وقت اور محنت خرچ ہوتی ہے اس

سے بچ جائیں گے۔ نیز اس طرح تھوڑے برتنوں سے بھی کام چل جاتا ہے۔
 ☆ کھانے پینے والی تمام چیزیں ڈھک کر رکھیں۔ اگر فریج ہے تو جو چیزیں فریج میں رکھی جاسکتی ہیں انہیں فریج میں رکھیں۔

☆ کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لیے کوئی ڈبہ، ٹوکری یا پلاسٹک کا سا پر رکھیں۔
 ☆ باورچی خانے کے فرش، دیوار، دروازوں اور کھڑکیوں وغیرہ پر چکنائی کے دھبے لگ جاتے ہیں۔ انہیں سرف اور سوڈا ڈال کر رگڑ کر صاف کرتے رہا کریں۔ نیز گرم پانی سے دھوئیں۔

☆ گرمیوں میں چیونٹیاں عام ہوتی ہیں، اگر ایک کونے میں ذرا سا آٹا بکھیر دیں تو چیونٹیوں کی توجہ آٹے کی طرف ہو جائے گی اور وہ دوسری چیزوں پر نہیں چڑھیں گی۔

☆ پانی کی نالی میں تیزاب ڈال کر ایک مٹھی سوڈے میں آدھی پیالی سرکہ ڈال دیں تو نالی کھل بھی جائے گی، اس کی چکنائی بھی دور ہو جائے گی اور کیڑے بھی مر جائیں گے۔

☆ دھنیا، پودینہ اسی وقت کاٹ کر بنا لیں اور صاف کاغذ یا کاغذ کے لفافے میں لپیٹ کر رکھیں اور فریج میں رکھنا ہے تو بھی کاغذ ہی میں رکھیں۔ پولی تھین کے لفافے یا کسی برتن میں رکھنے سے زیادہ دن گزرنے پر گل جاتا ہے۔

☆ دالیں، چینی وغیرہ ڈبوں میں ڈالتے وقت نیچے صاف کاغذ، پرات یا ٹرے رکھ لیں تاکہ اگر کچھ نیچے بھی گر جائے تو ضائع نہ ہو بلکہ صاف رہے۔

☆ ڈبوں کے ڈھکن سختی سے بند کریں ورنہ اٹھاتے، رکھتے وقت ذرا سی بے

پروائی سے ڈھکن کھل جائے گا اور ڈبہ نیچے گر کر چیز ضائع ہو جائے گی۔ لہذا گھر کے ہر فرد کو اور بچوں کو بھی ڈھکن مضبوطی سے بند کرنے کی عادت ڈالیں۔

☆ جب ڈبہ، جار، یا بوتل پکڑنی ہو تو، اسے ڈھکن کی جگہ سے پکڑنے کی بجائے ہمیشہ نیچے سے پکڑیں۔ یہ ذہن میں رہے کہ ہر چیز اللہ کی نعمت ہے، اس نعمت کی حفاظت کرنا بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے، یہ خیال کہ اتنی سی ضائع ہونے سے کیا ہوتا ہے یا کیا فرق پڑتا ہے درست نہیں، آخرت والے دن کوئی چیز کم ہو یا زیادہ، مہنگی ہو یا سستی، حقیر ہو یا عمدہ اس کا حساب دینا ہے۔ حکمِ ربی ہے:

ثُمَّ لَتَسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ۔ (التكاثر: ۸)

”پھر اس دن تم سے (شکر) نعمت کے متعلق ضرور باز پرس ہوگی۔“

☆ اگر شیشے کے جار یا شفاف پلاسٹک کے ڈبے اور بوتلیں ہیں تو بہتر ورنہ کوئی ایسی علامت ضرور ہو جس سے پتا چل جائے کہ اس میں کیا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ڈبے پر گوند سے چٹ چپکا کر اس پر عربی اور اردو میں اس چیز کا نام لکھ دیں۔ اس طرح اس چیز کا عربی نام آسانی سے یاد ہو جائے گا۔ بچوں کو یاد کرانے کے لیے بھی یہ ایک مفید اور آسان طریقہ ہے۔

☆ ڈبوں کی صفائی ہفتہ پندرہ دن بعد ضرور کریں۔ جب ہاتھ کو چکنائی یا کوئی اور چیز لگی ہو تو ڈبے کو نہ پکڑیں اور پکڑنا ضروری ہو تو فارغ ہونے پر ڈبے کو اسی وقت صاف کر دیں۔ صاف کرنے کے لیے ایک پرانا کپڑا یا اسفنج قریب ہی ہر وقت موجود رکھیں۔

☆ دورِ حاضر میں ایک ہی ساخت کے ڈبے استعمال کرنے کا رواج ہو گیا ہے۔ یہ

بے جا تکلف اور اسراف ہے بلکہ جو ڈبہ، تھیلا یا مناسب برتن دستیاب ہو اس میں مطلوبہ چیز ڈال لیں۔ گھروں میں فالٹو ڈبے عموماً ہوتے ہی ہیں یا کسی نہ کسی صورت آتے ہی رہتے ہیں۔

☆ چولہے پر تیل گر جائے تو وہ فوراً آگ پکڑ لیتا ہے۔ اس لیے چولہے کو کپڑے یا سفنج سے فوراً صاف کر لیا کریں۔ اگر کبھی آگ لگ جائے تو شعلے پر تھوڑا سا دودھ ڈال دیں آگ فوراً بجھ جائے گی۔ پھونک نہ ماریں اس سے آگ مزید بھڑک اٹھتی ہے۔

☆ اگر فرائی پان میں گھی آگ پکڑ لے تو اسے فوراً چولہے سے اتار دیں اور اس میں نمک یا خشک آنے کی چنگلی ڈال دیں۔ آگ بجھ جائے گی۔

☆ اگر آگ دوسری چیزوں تک پہنچ جائے تو کبیل یا دری اس پر ڈال دیں۔ پانی ڈالنا درست نہیں۔

☆ اگر کسی وجہ سے بجلی کے تاروں کو آگ لگ جائے تو مٹی یا ریت اس پر ڈالیں۔

☆ لکڑی یا ر بڑ پر کھڑے ہو کر کبیل مار مار کر آگ بجھانا بھی درست ہے۔

☆ ایک مٹھی میٹھا سوڈا آگ کے تاروں پر ڈالنے سے بھی آگ بجھ جاتی ہے۔
تیل کے ٹین:

تیل کے بند ڈبے یا ٹین سے تیل ڈالنے کے لیے مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بند ٹین یا ڈبے کا جس طرف منہ ہے اس کے مخالف سمت معمولی سا سوراخ کیل یا چھری کی نوک سے کر دیں اور پھر منہ کھول کر منہ ہی کی طرف سے تیل کسی

چھوٹے ڈبے یا برتن میں ڈالیں تو تیل گرنے سے محفوظ رہے گا۔ تیل ڈالتے وقت بھی نیچے کوئی کھلا برتن رکھ لیں تاکہ گرنے کی صورت میں برتن ہی میں گرے۔ تیل والا ڈبہ یا بوتل رکھنے کی جگہ پر نیچے کوئی ایسی تہ دار چیز رکھ لیں جو تیل کی چکنائی کو نیچے کی سطح تک جانے سے روک دے مثلاً پلاسٹک کا ٹکڑا، موٹا گتیا تہہ دار کاغذ وغیرہ۔

سبزیاں بنانا:

پتوں والی سبزیاں جلدی بنا لینی چاہئیں ورنہ وہ گل سڑ جاتی ہیں جیسے پالک، سرسوں، میتھی، دھنیا، پودینہ، سلاد وغیرہ۔

بھنڈیاں، کریلے، پھلیاں، گوہی بھی گرمیوں میں چند گھنٹوں بعد گلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ کدو، ٹینڈے، شلجم، مولیاں، گاجریں وغیرہ کچھ تاخیر سے بھی بنالی جائیں تو خراب نہیں ہوتیں۔

☆ سبزیاں بناتے ہوئے اس کے ڈٹھل، فالتو پتے، چھلکے، بیج اگر کوئی اپنے ہاں یا پاس پڑوس میں جانور یا پرندے ہیں تو ان کو بھجوادیں تاکہ یہ بھی ضائع نہ جائیں۔

☆ پیاز کے قابل استعمال چھلکے بھی بعض لوگ اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ اسی طرح سبزیوں کے وہ حصے جو پکائے اور کھائے جاسکتے ہیں انہیں بھی چھلکوں میں پھینک دیا جاتا ہے، یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کھانے کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ جو ریزہ گرا ہوتا وہ بھی اٹھا کر صاف کر کے کھا لیتے۔ (ابن حبان: ۵۲۳۱۔ ترمذی:

۱۸۰۳۔ احمد: ۳/۱۷۷۔ داری: ۲/۹۶)

گوہی کے نرم ڈٹھل باریک باریک کاٹ کر گوہی کے ساتھ پکائے جاسکتے ہیں۔

گو بھی کا نچلا حصہ جو اس کا تنا یا جڑ ہوتی ہے اس میں گودا ہوتا ہے لہذا اسے چھیل کر تمام گودا کاٹ کر پکانے والے حصے میں شامل کر لینا چاہیے۔ بعض لوگ اس حصے کو پھینک دیتے ہیں۔

گاجروں کی ایک قسم ایسی ہے جو زیادہ لال ہوتی ہے اور اس کی گٹھلی نرم نرم ہوتی ہے اگر اس گٹھلی کو بھی پکانے والے حصے میں کاٹ کر شامل کر لیا جائے تو وہ گل کر ساتھ ہی پک جاتی ہے۔

گوشت کی بوٹیاں خوب صورت نہ بنی ہوں تو انہیں بھی بعض لوگ پھینک دیتے ہیں جب کہ اصل بات یہ ہے کہ گوشت کا ٹکڑا دیکھنے میں چھوٹا سا ہو یا گول گول نہ کٹا ہو تو بھی وہ گوشت ہے اور کھائے جانے کے قابل، اسے پھینکنا نہیں چاہیے۔ بعض لوگ چربی نہیں کھاتے لہذا چربی الگ کرنے کے لیے قابل استعمال گوشت بھی اتار کر پھینک دیتے ہیں جب کہ چربی کھانا حلال ہے۔ اور اگر الگ کرنا ہی ہے کسی بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے تو اسے پھینکنے کی بجائے کسی ایسے شخص کو دے دیں جو چربی والا گوشت کھا لیتا ہے یا گھر کے دوسرے افراد کو کسی وقت الگ سالن پکا کر چربی والا گوشت کھلا دیں لیکن ضائع نہ کریں۔ اگر چربی کا معمولی حصہ روزانہ سبزی یا دالوں میں ڈالا جائے تو اس طرح پتا بھی نہیں چلے گا اور چربی کھانے کے کام بھی آجائے گی۔

☆ کسی پھل یا سبزی یا ہری مرچ کی ڈنڈی اتارتے ہوئے ساتھ قابل استعمال حصہ بھی اتار دیا جاتا ہے۔ صرف ڈنڈی اتاریں۔

☆ دھنیا، مونگرے، پھلیاں، ساگ اور پودینہ وغیرہ بناتے ہوئے چونکہ تھک جاتے ہیں، یہ کام زیادہ وقت لیتا ہے اس لیے بعض لوگ بقیہ حصہ پھینک دیتے ہیں، اسے دوسرے وقت صاف کرنے کے لیے اٹھا رکھیں لیکن پھینکیں نہیں کیونکہ وہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے۔ ان میں سے جو پتے یا پھلی ذرا مرجھائی ہوئی نظر آئے اسے خراب سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے حالانکہ اگر وہ گلی سڑی نہیں تو مرجھانے کی وجہ سے یہ نہیں کہ کھانے کے قابل ہی نہیں رہی، وہ کھانے کے قابل ہے۔

وقت بچانے کے چند آسان طریقے:

☆ اگر شور بے والی چیز پکانا ہے اور وہ زیادہ دیر میں گلتی ہے تو پیاز اور لہسن کا ٹٹنے کی بجائے چھیل کر موٹا موٹا ڈال دیں، ادراک وغیرہ یا دیگر مصالحوں بھی موٹے موٹے ڈال دیں کیونکہ گلنے کی وجہ سے ان کا اثر شور بے میں آ جائے گا۔

☆ سبزی کاٹ کر اچھی طرح دھولیں۔ ہنڈیا میں سبزی، مصالحوں کو ڈالنا ہوں تو نمک، مرچ، ہلدی، گھی، غرض سب کچھ ایک ہی بار ڈال کر ہلکی ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ پانچ تا بیس منٹ کے بعد اچھی طرح چھچھلاتے رہیں۔ ڈھکن ہنڈیا کے اوپر پوری طرح جما کر رکھیں تاکہ بھاپ باہر نہ نکلے۔ مزید ارسال سبزی تیار ہو جائے گی۔

☆ سبزیوں میں مصالحوں نہ بھی ڈالیں تو وہ مزے دار ہی پکتی ہیں۔

☆ گوشت میں بھی اسی طرح ایک ہی وقت میں سب کچھ ڈال کر ہلکی آنچ پر پکالیں۔ یہ گوشت بھی لذیذ ہوگا۔

☆ آٹا گوندھنے کے لیے پانی ڈال کر اسے پوری طرح گیلا کر لیں جسے پنجابی میں

مٹکی کرنا کہتے ہیں۔ خیال رکھیں کہ زیادہ نرم نہ ہو، گرمیوں میں دس منٹ بعد اور سردیوں میں پندرہ منٹ بعد اسے پکائیں تو اس کی روٹی باقاعدہ گندھے ہوئے آٹے ہی کی طرح پکے گی۔

☆ اہل خانہ کو عادت ڈالیں کہ وہ سادہ، ابلے ہوئے اور ایک وقت میں ایک ہی کھانے پر اکتفا کریں کہ یہی سنت ہے۔ ہمارا ذہن عجیب ہے اگر یوں ہی کوئی اہلی چیز کھانے کو دی جائے تو کھانے والوں کو بد مزہ لگتی ہے اور اگر چائز ڈش، ایرانی ڈش وغیرہ کے نام پر ابلا ہوا کھانا دیا جائے تو مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔

ہمارے قدیم طریقے کے مطابق گوشت کی بخنی بنائی جائے تو پسند نہیں کی جاتی لیکن چائز سوپ کے نام سے اس بخنی کو شوق سے پیا جاتا ہے۔ گویا ہر معاملے میں ہمیں کافروں کے طور طریقوں کے چسکے کی لت لگ چکی ہے۔

اگر تنور کی روٹی، ساگ، لسی گھر میں پکا کر دیا جائے تو وہ پسند نہیں آتا لیکن براہو فیشن کا، اگر ہوٹل دیہاتی انداز کا ہو، جس میں مٹی کے برتن، تنور کی روٹیاں، چائٹی کی لسی، کنوئیں کا پانی، بیٹھنے کے لیے بان کی بنی ہوئی چارپائی ہو تو اس میں جا کر کھانا پسند ہے۔

کھانا بنانے کے دوران میں:

کھانا بنانے کے دوران میں جو وقفہ ملے، اس میں ساتھ ساتھ کوئی اور کام بھی کر لیں، اس طرح وقت بچے گا مثلاً چولہے پر سالن یا دودھ گرم کرنے کے لیے رکھا ہے اور خیال یہ ہے کہ وہ تین منٹ میں گرم ہوگا اور چچہ چلانے کی ضرورت بھی نہیں

ہے تو اس دوران میں باورچی خانے کی چیزوں کی ترتیب درست کر لیں۔ اگر کوئی چیز گرد آلود ہے تو صاف کر لیں۔ یا کوئی بھی جو کام نظر آئے۔ البتہ ذہن میں یہ رکھیں کہ چولہے کی طرف سے توجہ نہ ہٹے ورنہ چولہے پر رکھی چیز زیادہ وقت گزرنے کے باعث جل بھی سکتی ہے۔ نیز آنچ کا درجہ حرارت بھی ذہن میں رکھیں۔

باورچی خانے میں کام کرتے ہوئے ہاتھ مصروف ہوتے ہیں لیکن ذہن کم مصروف ہوتا ہے لہذا ذہن اور زبان کو ذکرِ الہی میں مشغول رکھیں..... یا ساتھ ساتھ کسی اگلے کام کی ترتیب اور وقت وغیرہ کی منصوبہ سازی کر لیں۔



برتن

کھانے اور پکانے کے لیے برتن انسان کی بنیادی ضرورت ہیں۔ برتن کئی طرح کے اور کئی چیزوں سے بنائے جاتے ہیں۔ چکنی مٹی سے کمہار برتن بنا کر اسے آگ کی بھٹی میں پکالیتے ہیں۔ ان برتنوں کے اندر یا باہر کئی طرح کے رنگ کر دیتے ہیں تاکہ خوب صورت نظر آئیں۔ عام طور پر سبز رنگ سے رنگنے کا رواج ہے۔ انہیں روغنی برتن کہا جاتا ہے۔ مٹی کا برتن صحت کے لحاظ سے اچھا ہوتا ہے۔ مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے سے انسان کو مٹی کے وہ تمام اجزاء خوراک کے ساتھ ساتھ حاصل ہو جاتے ہیں جن کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔

مٹی کی ہنڈیا سالن پکانے یا چاول پکانے کے لحاظ سے دیگر تمام چیزوں کی بنی ہوئی ہنڈیا سے بہتر ہوتی ہے کیونکہ اس کے اطراف میں پکاتے ہوئے کھانا نہیں لگتا۔ دیہات میں اب بھی ہماری سابقہ معاشرت میں ہنڈیا ہی میں پکانے کا رواج رہا ہے۔ انگیٹھی میں اُپلوں کو ترتیب سے جوڑ کر آگ سلگا دی جاتی اور اوپر ہنڈیا میں جو کچھ پکانا ہوتا، سب کچھ ڈال دیا جاتا، ہنڈیا کو ڈھکن سے بند کر دیا جاتا۔ کافی دیر تک اُپلے آہستہ آہستہ سلگتے رہتے، ہنڈیا کو مدھم آئچ پچختی رہتی، اس کی بھاپ اس کے اندر ہی جمع ہوتی رہتی، یوں غذائیت بھی ضائع نہ ہوتی اور بغیر کسی مشقت کے سالن، چاول، کھیر، کھجڑی، حلیم، دلیہ، گوشت، پائے، ساگ وغیرہ پک

جاتے۔ نہ پاس بیٹھنے کی ضرورت، نہ چمچہ چلانے کی محنت۔

دودھ بھی اگر زیادہ ہوتا تو اس طرح ابلنے کے لیے رکھ دیا جاتا۔ آہستہ آہستہ کڑھنے کے بعد اس پر ملائی کی موٹی تہہ جم جاتی، جسے بلو کر مکھن اور لسی تیار کی جاتی۔

مٹی کی ہنڈیا، ایلے اور لکڑیوں کی آگ سہہ سکتی ہے اور اسے پکانے کے بعد دھونا بھی آسان ہوتا ہے۔ دھات کے برتن اپلوں اور لکڑیوں کی آگ تو سہہ لیتے ہیں لیکن کالے اتنے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ صاف کرنا خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ دھاتوں میں سے سلور، پیتل، بھرت، تانبے اور لوہے کے برتن دورِ قدیم میں استعمال کیے جاتے رہے ہیں اور دورِ حاضر میں سٹیل اور سلور کے برتن خصوصاً دیکھے وغیرہ کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔ سوئی گیس کے چولہے پر برتن چونکہ اتنے کالے نہیں ہوتے اس لیے انہیں بعد ازاں دھونے میں زیادہ محنت نہیں کرنا پڑتی۔

پتھر اور لکڑی کے برتن بھی قدیم دور سے انسان کے زیرِ استعمال چلے آ رہے ہیں لیکن لکڑی کے برتن میں کھانا پکانا نہیں جاسکتا البتہ اس کے برتنوں سے کھانے کا کام لیا جاتا ہے۔ پتھر کو تراش کر برتن بنائے جاتے ہیں یہ وزنی ہوتے ہیں۔ دورِ حاضر میں پلاسٹک کے برتن بھی عام ہیں جو کیمیکلز سے تیار کیے جاتے ہیں ان میں کھانا پکانا نہیں جاسکتا لیکن کھانے میں کام آتے ہیں۔

اس کے علاوہ کچھ اور قسم کے برتن بھی رائج رہے ہیں، مثلاً کدو جب خوب پک جائے تو اس کا چھلکا لکڑی کی طرح سخت ہو جاتا ہے، اسے مہارت سے کاٹ کر اندر کا گودا، وغیرہ صاف کر کے پیالے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ناریل اور

دیگر سخت چھلکے والے پھلوں کا چھلکا پیالے وغیرہ کے طور پر استعمال کرنے کا رواج رہا ہے۔

چڑے کے مشینزے اور ڈول وغیرہ بنائے جاتے۔ امیر لوگ سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرتے ہیں لیکن ان کا استعمال کرنا حرام ہے۔
حرام برتن:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذی یشربُ فی اِناءِ الفضة انما یجورُ جرُّ فی بطنہ نارَ جہنم .

”جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹ غٹ جہنم کی

آگ بھرتا ہے۔“ (مسلم، کتاب اللباس والزیۃ: ۲۰۶۵۔ بخاری، کتاب الاشریہ، باب

ابیۃ الفضة۔ ابن حبان: ۵۲۱۳۔ احمد: ۶/۳۰۶۔ ابن ماجہ: ۳۳۱۳۔ دارمی: ۱۲۱/۲)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا

اور سات چیزوں سے منع کیا۔ مندرجہ ذیل چیزوں کا حکم دیا۔ (۱) بیمار کی عیادت

کرنا (۲) جنازے کے پیچھے چلنا (۳) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا

(۴) مظلوم کی مدد کرنا (۵) دعوت قبول کرنا (۶) سلام پھیلانا (۷) اگر کوئی قسم

دے کر بات کرے تو اس کی بات پوری کرنا۔ مندرجہ ذیل چیزوں سے منع کیا

(۱) سونے کی انگوٹھی پہننا (۲) چاندی کے برتن میں پینا (۳) ریشمی گدوں پر بیٹھنا

(۴) ریشمی کپڑا پہننا (مردوں کے لیے) (۵) استبرق پہننا (۷) دیباچ پہننا۔

(بخاری، کتاب الاشریہ، باب ابیۃ الفضة: ۱۲۳۹۔ مسلم: ۲۰۲۶۔ ابن حبان: ۵۳۳۰۔ احمد:

۴/۲۷۲، ۴/۲۸۳، ۴/۲۸۷، ۲۹۹/۳۔ ترمذی: ۲۸۰۹۔ نسائی: ۲۰۱/۸)

عبداللہ بن حکیم کہتے ہیں ہم حدیفہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدائن گئے۔ حدیفہ رضی اللہ عنہا نے پانی طلب کیا۔ ایک دیہاتی آدمی چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ حدیفہ رضی اللہ عنہا نے پانی پھینک دیا اور کہا: میں نے تمہیں کہہ دیا تھا کہ چاندی کے برتن میں پانی مت لانا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لا تشربوا فی انیۃ الذهب والفضۃ، ولا تلبسوا الحریر
والدیباچ، فانہا لہم فی الدنیا ولکم الآخرة.

”چاندی کے برتن میں مت پیو، دیباچ نہ پہنو، کیونکہ یہ دنیا میں کافروں کے لیے ہے اور تمہارے لیے آخرت میں۔“ (بخاری، کتاب الاشریہ، باب آتیۃ لفضتہ: ۵۸۳۷۔ مسلم: ۲۰۶۷۔ ابن حبان: ۵۳۳۹۔ احمد: ۵/۳۹۷۔ ابوداؤد: ۳۷۲۳۔ ترمذی:

۱۸۳۷۔ نسائی: ۱۹۸/۸۔ ابن ماجہ: ۳۳۱۳۔ داری: ۱۲۱/۲)

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق جو شخص دنیا کی چیزوں میں رغبت نہیں کرتا اسے یہ نعمتیں ان شاء اللہ آخرت میں ملیں گی۔ سونے اور چاندی کا کوئی بھی برتن یا استعمال کی چیز ممنوع ہے، ان کا صرف زیور بنایا جاسکتا ہے وہ بھی عورتوں کے لیے، مردوں کے لیے سوائے چاندی کی انگوٹھی کے اور کسی قسم کا زیور پہننا بھی ممنوع ہے۔ آلات و ایجادات میں جہاں سونے اور چاندی کی ضرورت ہو وہاں اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کافروں کے استعمال شدہ برتن:

کافر اپنے برتنوں میں حرام چیزیں بھی پکاتے اور کھاتے ہیں۔ سور کا گوشت،

شراب، حرام پرندوں اور درندوں کا گوشت وغیرہ، اس لیے اگر ان کے برتن کے علاوہ اور کوئی برتن نہ ملے تو اسے اچھی طرح دھو مانجھ کر استعمال کیا جائے گا۔ جب کہ بغیر ضرورت ان کے برتنوں کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

ابو ثعلبہ حشتی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ہم اہل کتاب کے قریب رہتے ہیں کیا ان کے برتنوں میں کھائیں پیئیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں! اگر ان کے برتن کے سوا کوئی اور برتن نہ ملے تو دھو کر استعمال کرو ورنہ

استعمال نہ کرو۔“ (بلوغ المرام، کتاب الطہارۃ)

دورِ حاضر میں مسلمان بغیر کسی مجبوری یا اشد ضرورت کے غیر مسلموں کے ممالک میں رہائش رکھتے ہیں اور ان کے نہ صرف برتنوں میں کھاتے ہیں بلکہ ان کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزیں بھی کھاتے ہیں، ان چیزوں میں سور کی چربی اور گوشت، نیز الکوحل شراب اور دیگر حرام چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ اسی طرح مسلمان ممالک میں کافروں کی کھانے پینے کی دکانیں ہیں مثلاً پزاہٹ، میکڈونلڈ، فاسٹ فوڈ، وغیرہ۔ ان سب کے مالک غیر مسلم ہیں۔ اگرچہ ان میں مسلمان بھی مزدوری کرتے ہیں لیکن ان کا خریدنا..... غیر مسلم کافروں کو مالی فائدہ پہنچانا ہے۔

ان کے برتنوں اور ڈبوں میں کھانا ایسے ناپاک برتنوں میں کھانا ہے جن میں شراب اور سور نیز دیگر حرام چیزیں بھی پکائی اور کھائی جاتی ہیں۔ ان کی پکائی اور بنائی ہوئی چیزیں کھانے میں استعمال کرنا اس لیے درست نہیں کہ یہ لوگ ان چیزوں میں نہ معلوم سور، شراب وغیرہ کے کون کون سے حرام حصے استعمال کرتے ہیں۔

ان کمپنیوں کو مسلمان ممالک میں دکانیں کھولنے کی اجازت دینا بھی درست

نہیں۔ ہاں یہ کافروں کی بستیوں میں اپنی دکانیں کھول سکتے ہیں۔

اسلام نے اہل کفر کے کھانے کی اس صورت میں اجازت دی ہے جب کہ یہ یقین ہو کہ انہوں نے اپنے برتنوں میں کوئی حرام چیز استعمال نہیں کی ہوگی اور نہ ہی اپنے برتنوں میں کسی حرام چیز کو پکایا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کافر جو مسلمان آبادیوں میں رہتے ہیں اور وہ کھانے پینے کی وہی چیزیں خریدتے اور استعمال کرتے ہیں جو چیزیں مسلمان استعمال کرتے ہیں تو اس صورت کسی مجبوری کے وقت ان کا کھانا کھایا جاسکتا ہے لیکن اسے عادت بنا لینے سے کافروں سے جو طبعی کراہت و نفرت ہے وہ ختم ہو جائے گی۔

حرام چیزوں کے لیے مخصوص برتنوں کا استعمال:

اگر حرام چیزوں کے لیے بعض برتن مخصوص ہو چکے ہوں تو ان کا استعمال کرنا بھی درست نہیں چنانچہ شراب حرام ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان تمام برتنوں کو استعمال کرنا ممنوع قرار دیا جن میں یہ بنائی جاتی تھی۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

دُبَّا: کدو کا بنایا ہوا برتن

نقیر: لکڑی کھود کر بنایا ہوا برتن

مُقیر: روغن کیا ہوا برتن

المزاة المحبوبہ: منہ کٹا ہوا مشکیزہ

(دیکھیے صحیح مسلم، کتاب الاشراب: ۱۹۹۵۔ بخاری: ۵۵۹۵)

جب شراب کو حرام ہوئے کچھ عرصہ گزر گیا تو پھر ان برتنوں کے استعمال کی

اجازت دے دی گئی۔

دویرِ حاضر میں جس ڈیزائن کی بوتلوں اور گلاسوں میں شراب پی جاتی ہے ان بوتلوں اور گلاسوں سے ملتے جلتے ڈیزائن کے برتن استعمال نہ کرنا بہتر ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ عہدِ رسالت میں برتن عام نہیں ہوتے تھے چند مخصوص وضع ہی کے برتن بنتے اور استعمال ہوتے تھے جب کہ دویرِ حاضر میں ہزار ہا قسم کے برتن ہیں لہذا ہمیں برتنوں کا انتخاب کرتے ہوئے کسی حرام چیز کے لیے مخصوص برتن یا ان برتنوں سے ملتے جلتے برتن نہیں خریدنے چاہئیں۔

حسبِ ضرورت برتن:

دویرِ حاضر میں برتن بغیر ضرورت رکھنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ نیز انہیں

خریدنے کے رجحانات بھی مختلف ہیں۔ مثلاً

(۱) بعض لوگ برتن صرف خوبصورت ڈیزائن دیکھ کر خریدتے ہیں انہیں ان کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ ان برتنوں کو خرید کر شوکیسوں اور الماریوں میں شوپیس کے طور پر رکھ دیتے ہیں، صرف خوب صورتی کے لیے برتن خریدنا تہذیب ہے۔

(۲) مہمانوں کے لیے اچھی قسم کے برتن خریدنا اور اپنے لیے عمومی برتن استعمال کرنا۔ بہ ظاہر یہ مہمان کی تکریم کا ایک پہلو ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسی کوئی تاکید کی نہ خود مہمان کے لیے کوئی خاص برتن خریدے۔

(۳) بازار میں نیا ڈیزائن آ گیا اور معاشرے میں برتنوں کے استعمال کا رواج بھی بدل گیا جیسے آج کا یہ فیشن چل نکلا ہے کہ ہر چیز کے لیے الگ الگ برتن ہیں، مثلاً کھیر کے لیے الگ ڈیزائن کے برتن، چاول کے لیے الگ، چٹنی ڈالنے کی

پیالیاں الگ اور آئس کریم کی الگ، نمک دانی الگ اور مصالحے دانی الگ، چائے کے کپ الگ، دودھ کے کپ الگ، اور کانی کی پیالیاں الگ، سادہ پانی کے لیے الگ ڈیزائن کے گلاس، مالٹے، لیموں وغیرہ کے جوس، ملک شیک اور شربتوں کے لیے الگ الگ ڈیزائن کے گلاس، سالن ڈالنے کا ڈونگہ الگ اور چاول کا الگ، کھیر ڈالنے کا ڈونگہ الگ ڈیزائن کا اور راستہ ڈالنے کا الگ ڈیزائن کا۔ اسی طرح پھلوں کے لیے مخصوص پیالے اور ٹرے، اور روٹی رکھنے یا پانی کے گلاس رکھنے کی ٹرے الگ الگ ڈیزائن کی۔ یہی حال چمچوں اور چھری کانٹوں کا ہے۔

یہ سب تکلف ہے، کافروں کا طریقہ ہے، غیر ضروری اخراجات کا حامل ہے، اس لیے یہ فیشن یا رواج درست نہیں۔ اگر پہلے سے برتن موجود ہوں اور وہ بخوبی کام دے رہے ہیں تو پھر نیا خریدنے کی ضرورت نہیں۔ اگر برتن ٹوٹ جائیں یا خراب ہو جائیں تو پھر نئے خریدنا ضرورت ہے۔

(۴) صرف ضرورت کی وجہ سے برتن خریدنا..... اور یہی طریقہ درست ہے۔
کم سے کم برتن:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِدٌ سَبِيلٌ. (بخاری، کتاب الزہد والرفاق)
”تم دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی پردیسی یا راہ چلتا مسافر۔“

ایک مسافر یا پردیسی کے پاس بہت کم سامان ہوتا ہے لہذا ہمیں بھی بہت کم سامان رکھنا چاہیے، نیز برتنوں میں بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ برتن جتنے کم ہوں گے سنبھالنے کی محنت کم ہوگی۔ اپنے سفر کے مقصد پر توجہ مرکوز رہے گی

- تکبر اور امارت کے مفاسد سے دل و دماغ بچے رہیں گے۔ مالی بوجھ کم ہوگا۔ چلتے فیشنوں کا ساتھ دینے کی دوڑ سے لاپرواہ رہیں گے۔ سنتِ رسول ﷺ سے محبت ہوگی اور سب سے بڑی بات یہ کہ آخرت میں حساب کم دینا پڑے گا۔ ورنہ جتنا زیادہ دنیا کی چیزیں بنائیں گے، اتنا زیادہ حساب دینا ہوگا کہ کہاں خرچ کیا اور کیوں کیا؟

ایسے برتن جن پر نقش و نگار کھدے ہوتے ہیں ان کا دھونا مشکل ہوتا ہے۔ نقش و نگار کی نشیبی جگہوں پر میل جم جاتی ہے، جب کہ صاف اور ہموار سطح کے برتن کو دھونا بہت آسان ہوتا ہے۔

پلاسٹک کے برتن سستے ہوتے ہیں لیکن ان کا رنگ اور سطح جلد خراب ہو جاتی ہے البتہ سخت پلاسٹک کا رنگ اور سطح دیر تک اصل حالت میں رہتی ہے۔ پیتل، تانبے اور سلور کے برتنوں کو مانجنے میں کافی محنت کرنا پڑتی ہے جب کہ اسٹیل، چینی، شیشے، پتھر اور مٹی کے برتن دھونے میں آسانی رہتی ہے۔

شیشے، چینی اور مٹی کے برتن گرنے یا ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتے ہیں جب کہ پلاسٹک اور اسٹیل، سلور، پیتل، تانبے وغیرہ کے برتن گرنے سے بھی نہیں ٹوٹتے اس لیے ایک بار خرید لیں تو نسلوں تک چلتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے برتن:

رسول اللہ ﷺ کا ایک پیالہ تھا جو کافی بڑا تھا اور لکڑی کا بنا ہوا تھا، جب وہ ٹوٹ گیا تو اسے چاندی کے تار سے جوڑ دیا گیا۔ اس پیالے کو پکڑنے کے لیے اسے لوہے کا کنڈا لگا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے سونے

کے اس کنڈے کو بدلنا چاہا تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی چیز کو مت بدلو۔

(بخاری، کتاب الاشریہ، باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایتیہ)

برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ وَأَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سَقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْزُضَ عَلَيَّ إِنَائِهِ وَيَذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفَوْرَ يُسِقَّةُ تَضَرُّمٌ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ.....

”برتن کو ڈھانک دیا کرو، مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو، دروازہ بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان ایسے مشکیزے کو نہیں کھولتا اور ڈھکے ہوئے برتن کا سرپوش نہیں اتارتا اور اگر کسی کو تم میں سے ڈھکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو صرف برتن پر عرض میں ایک لکڑی ہی رکھ دیا کرو یا اس پر اللہ کا نام ہی لے لیا کرو، تم ایسا ہی کرو کیونکہ چوہا لوگوں کے گھر جلا دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب الاشریہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ)

لفظی فرق کے ساتھ یہی حدیث سنن ابی داؤد میں بھی ہے: (۳۷۳۱)

لہذا برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر دن کو بھی استعمال کے بعد ڈھانپ کر رکھنا چاہیے اور رات کو خاص طور پر ڈھانپ دینا چاہیے، چاہے وہ خالی ہی کیوں نہ ہوں، ورنہ شیطان ان برتنوں میں کھاتا پیتا ہے۔ رات کو سوتے وقت آگ، ہیٹر اور بتیاں بھی بجھا دینی چاہئیں ورنہ غفلت میں ان کی خرابی کے سبب گھر میں آگ لگ سکتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جن گھروں میں چراغ جلتے ہیں ان کی جلتی جتنی چوہیا نکال کر کھینچ لے جاتی ہے جس سے آگ بڑھک اٹھتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک گھر میں اسی طرح آگ لگ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”آگ تمہاری دشمن ہے اسے سوتے وقت بجھا دیا کرو۔“

(مسلم، کتاب الاشراب)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے پانی طلب کیا تو ایک آدمی نے کہا: ہم آپ کو نبی نہ پلائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی دوڑتا ہوا گیا اور ایک پیالے میں نبی لے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا خَمْرَتُهُ، وَلَوْ إِن تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا .

تم نے اسے ڈھانکا کیوں نہیں، خواہ تم اس پر عرضاً ایک لکڑی ہی رکھ دیتے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاشراب: ۳۷۳۷۔ بخاری: ۵۶۰۶۔ مسلم: ۲۰۱۱)

برتنوں کی صفائی:

برتن کم قیمت ہوں، پرانے ہوں یا نئے ہوں، دھات کے ہوں یا مٹی کا بچ اور شیشے وغیرہ کے انہیں صاف ستھرا رکھنا چاہیے، خصوصاً ان کے جوڑ کی جگہیں، پینڈا اور زمین پر لگنے والا نیچے کا حصہ اچھی طرح صاف کرنا چاہیے کیونکہ ان جگہوں پر میل جم جاتا ہے اور سرسری دھونے سے یہ میل نہیں نکلتا جب تک کہ اسے کسی تنکے وغیرہ سے یا توجہ سے مل کر نہ نکالا جائے۔

☆ پانی کی بوتلیں اور پانی ڈالنے کے لیے استعمال کرنے والے مگ عموماً چکنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوتے ہیں ہاتھ لگنے اور مسلسل پانی میں پڑے رہنے کی وجہ سے، انہیں بھی روزانہ اندر باہر سے اچھی طرح مل کر دھولیں۔ ورنہ ہاتھ لگانے والے کو کراہت آتی ہے۔

☆ چکلا پائلہ بھی دوسرے تیسرے دن دھوتے رہیں۔ روٹی پکاتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ اس پر گیلا آٹا نہ جمے اور اگر آٹے کی یا کسی چیز کی تہہ جم گئی ہے تو اسے اتار دیں یا دھولیں۔ اگر روٹیوں کے اندر مولیاں یا کوئی اور سالن وغیرہ لگا کر پکائیں تو بھی چکلا پائلہ صاف کر لینا چاہیے۔

جو برتن روز استعمال نہیں ہوتے ان پر عموماً دھول مٹی جم جاتی ہے، نیز ان کے اندر باہر کیڑے بھی پھرتے رہتے ہیں لہذا انہیں استعمال کرنے سے قبل دھونا لینا چاہیے۔

☆ برتن دھوتے وقت اور اٹھاتے رکھتے وقت کوشش کریں کہ ٹکرانے کی آواز کم پیدا ہو شور نہ ہو..... فرمانِ ربانی ہے:

”وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ“ (سورہ لقمان) (اپنی آواز کو دھیمار کھیں) میں کام کاج کرتے وقت شور پیدا ہونے سے بچنا بھی شامل ہے۔

☆ برتن دھو کر صاف جگہ پر رکھیں۔ ٹھیس لگ کر ٹوٹنے والے برتن ایسی جگہ پر رکھے جائیں جہاں گرنے کا اندیشہ نہ ہو۔ بار بار اٹھانے والے برتن آگے رکھیں اور کم ضرورت پڑنے والے برتن پیچھے رکھیں۔

☆ جو برتن بچوں نے بار بار اٹھانے ہوتے ہیں، انہیں ایسی جگہ رکھیں جہاں ان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہو، نیز اس انداز سے رکھیں کہ مطلوبہ برتن لیتے وقت دوسرے برتن

گرنے کا اندیشہ نہ ہو۔

☆ نرم پلاسٹک کے برتن جلد بھدے ہو جاتے ہیں، نیز ان سے گندگی اتارنا مشکل ہو جاتا ہے مثلاً پلاسٹک کی پلیٹیں، پیالیاں، پیالے بڑے سائز کے، چھابے، پیالیاں، کپ وغیرہ۔ انہیں یا تو اچھی طرح دھوتے رہیں اور جب کسی دوسرے کو ان میں کوئی چیز ڈال کر دیں تو دیکھ لیں ان میں کہیں میل تو نظر نہیں آرہی؟

☆ دوسروں کے سامنے رکھتے ہوئے برتن کی صفائی کا خیال رکھیں۔

☆ پلاسٹک کی بالٹیاں، ٹب، لوٹے مگ وغیرہ میل لگ لگ کر ان پر تہہ جم جاتی ہے لہذا انہیں بھی گاہے گاہے دھوتے رہنا چاہیے۔



آج کیا پکائیں؟

اکثر گھروں میں یہ فیصلہ کرنا دشوار ہوتا ہے کہ کون سی چیز سالن کے طور پر پکائی جائے۔ دورِ حاضر میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ گھر کے ہر بچے اور بڑے کی پسند کا کھانا بنایا جاتا ہے نتیجہ یہ کہ خاتونِ خانہ سارا دن پکانے کھلانے اور برتن دھونے میں ہی لگی رہتی ہے۔

گھر میں ایک وقت میں صرف ایک ہی کھانے کو رواج دیں اور سب کو پیار محبت اور نرمی سے یہ اصول سمجھا دیں کہ جو پکا ہو وہی کھانا پڑے گا۔ پسند ہے تو بہتر ورنہ کسی اور چیز سے کام چلائیں جیسے شہد، کھجوریں، جام، اچار، چٹنی، دہی، لسی، دودھ وغیرہ سے کھالیں۔ اکثر گھروں میں اس قسم کی کوئی نہ کوئی چیز موجود ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی کھانا ہی نہیں کھاتا تو نہ کھائے، ایک وقت نہ کھانے سے صحت میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ صحت بہتر ہوتی ہے۔

سب کے لیے مناسب وقت دیکھ کر ایک ہی وقت میں کھانا پکائیں۔ اور ایک ہی وقت میں کھانے کی عادت ڈالیں اگر ایک وقت میں کوئی شخص نہ کھائے یا موجود نہ ہو تو وہ پکا ہوا کھانا کھالے، اس کے لیے تازہ پکانے کا تکلف نہ کیا جائے البتہ اگر کسی گھر میں شوہر یا باپ کی عادت تازہ کھانے کی ہے تو اسے رعایت دی جائے گی ورنہ بعض مرد سخت طبیعت ہوتے ہیں اور اتنی سی بات پر گھر میں جھگڑا کھڑا

کردیتے ہیں۔

مردوں کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان کے محبوب نبی ﷺ نے کبھی بھی کہہ کر تازہ کھانا نہیں پکویا۔ بلکہ باسی، تازہ، ٹھنڈا جو بھی ملا کھالیا، اگر کھانا گھر میں آنے پر نہیں ملا تو گھر والوں کو ناراض نہیں ہوئے بلکہ فرمایا ”چلو آج میرا روزہ ہے۔“

(دیکھیے صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم الناقلة فیہ من النہار قبل اللیل)

شریعت کھانا بروقت نہ ملنے پر یا حسب پسند نہ ملنے پر مرد کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ گھر میں جھگڑا کھڑا کر دے۔

خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ کھانے کے معاملے میں نہ تو ضد کریں اور نہ نقص نکالیں۔

روزانہ پکانے کے حوالے سے آسانی کے لیے ایک چارٹ ہفتہ وار یا پندرہ روزہ بنالیا جائے۔ چارٹ کی ترتیب پر عمل کرنا کچھ ضروری بھی نہیں لیکن ذہن میں تمام سبزیاں اور کھانے آجاتے ہیں، بعد میں فیصلہ کرنے میں سہولت رہتی ہے بجائے اس کے کہ سوچتے رہیں کہ آج کل بازار میں کون کون سی سبزیاں ہوں گی۔

بچوں کو ہر چیز کھانے کی عادت ہو تو اچھی بات ہے اور اگر کوئی کسی چیز کو نہیں کھاتا تو زبردستی بھی نہ کریں کیونکہ اللہ نے ہر انسان کا ذوق اور ذائقہ دوسروں سے مختلف بنایا ہے اور یہ اختلاف اس کائنات کا حسن ہے۔

اگر بازار میں کسی چیز کی کمی ہو تو از خود اس کی خریداری یا اس کا استعمال کچھ کم کر دیں تاکہ دوسرے بھائی بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ عمر رضی اللہ عنہا اس بات کا بہت خیال رکھتے، چنانچہ وہ روزانہ ذبح خانے میں جاتے اور جسے دو دن مسلسل گوشت

خریدتے دیکھتے اسے درے لگاتے اور فرماتے:

تو نے اپنے پڑوسی اور اپنے چچیرے بھائی کے لیے کفایت کیوں نہیں کی۔
(تاریخ ابن عمر ابن الجوزی، کتاب الثالث والثلثون)

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ ایک مسلمان کو صرف اپنی حقیقی ضرورت کے وقت ہی کسی چیز کو خریدنا اور استعمال کرنا چاہیے، تاکہ اس کے دیگر مسلمان بھائیوں کے لیے بازار میں اس کی قلت نہ ہو۔ دورِ حاضر میں خود تاجر حضرات چیزوں کی مصنوعی قلت کر دیتے ہیں تاکہ قیمتیں بڑھ جائیں اور وہ زیادہ منافع حاصل کر سکیں۔ نیز صارفین بھی بغیر ضرورت کے خریداری کرتے ہیں۔

نیز ہمارے یہاں آئے دن تقریبات اور دعوتوں کا رواج عام ہو گیا ہے پھر ان دعوتوں میں کھانے بھی کئی قسم کے رکھے جاتے ہیں، نتیجہ یہ کہ چیزیں عام ہونے کے باوجود روز بروز مہنگی ہوتی جاتی ہیں اور تقریبات کرنے والے انہیں زیادہ تعداد میں خرید کر بازار میں اس کی کمی کا سبب بنتے ہیں۔

کھانا پکانے کی تیاری:

خاتونِ خانہ جب کھانا پکانے کی تیاری کرے تو اسے یہ نیت رکھنا چاہیے کہ وہ کھانا اس لیے تیار کر رہی ہے کہ یہ کھانا اللہ کی نعمتوں میں سے بندے کے لیے ایک نعمت ہے اور اسے کھا کر بندہ توانائی اور صحت حاصل کر کے دل جمعی اور پورے نشاط کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر سکتا ہے۔

کھانا پکانے کے طریقے اپنے اپنے معاشرے اور اپنے اپنے پسندیدہ ذوق کے مطابق مختلف ہو سکتے ہیں اور ہوا ہی کرتے ہیں لیکن کھانا پکاتے وقت بعض

چیزوں کا خیال رکھنا اسلامی تعلیمات کی رو سے ہر خاتونِ خانہ کے لیے ضروری ہے۔ مثلاً

☆ ہر کام کرتے وقت بسم اللہ کہنا، چمچے چلاتے وقت، آٹا گوندھتے وقت، روٹی پکاتے وقت، سبزی یا پھل کاٹتے وقت، برتن دھوتے وقت، کھانے میں نمک، چینی یا کوئی بھی چیز ڈالتے وقت، نمک، میٹھا چکھتے وقت۔

غرض بسم اللہ دعا بھی ہے، برکت بھی، صحت بھی ہے اور جو کام کر رہے ہیں اس میں سہولت اور آسانی کا سبب بھی۔ (بسم اللہ کے متعلق دیکھیے: بسم اللہ: دعا، دوا، شفا)

☆ کوشش کریں کہ جو کچھ بھی پکا رہے ہیں وہ سادہ اور کم وقت میں تیار ہو جائے کیونکہ ایک مومن نے اپنے وقت کا بھی اللہ تعالیٰ کو حساب دینا ہے۔

☆ صفائی اور سلیقے کا خیال رکھیں۔ ہنڈیا یا دیگر کچھ کوشش کریں کہ کناروں سے نہ جلے اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانا چپک جائے، ساتھ ساتھ چمچ چلا کر صاف کرتے جائیں۔

☆ سٹیل کے برتنوں کے کناروں پر کوئی بھی چیز لگ جائے تو برتن گرم ہونے سے وہ جگہ جل جاتی ہے۔ لہذا چمچے آہستگی سے چلائیں تاکہ نہ تو پکنے والی چیز باہر گرے اور نہ ہی دیگر کچھ کے اطراف میں لگ کر جلے۔

☆ گھی کڑکڑا کر اس میں فوراً پانی یا کوئی دوسری چیز ڈال دی جائے تو برتن پر جلنے کا نشان پڑ جاتا ہے اور اسے صاف کرنے میں بہت محنت کرنا پڑتی ہے۔ لہذا گھی کڑکڑانے کے بعد دو تین منٹ تک برتن چولہے سے اتار لیں یا آنچ اتنی ہلکی کر دیں کہ گھی کی گرمی بہت کم رہ جائے، پھر اس میں جو چیز ڈالنا ہے ڈالیں اس طرح

برتن جلنے سے بچ جائے گا۔

☆ دودھ وغیرہ چولہے پر گرم کرتے ہوئے یا تو اتنی دھیمی آنچ رکھیں کہ اہل کر کناروں سے باہر نہ آنے پائے یا پھر پاس کھڑے ہو کر ابالیں ورنہ اہل کر ضائع ہو جائے گا۔ جس سے دودھ کا بھی نقصان ہوگا اور چولہا وغیرہ صاف کرنے پر بھی بہت محنت کرنا پڑے گی۔

☆ چولہے پر پکنے یا ابلنے کے لیے جب کوئی چیز رکھیں تو آنچ اتنی زیادہ تیز نہ کریں کہ برتن ہی اطراف سے جلنے لگے، اگر زیادہ آنچ کی ضرورت ہے تو بھی اس حد تک رکھیں کہ برتن کی خالی جگہیں جلنے نہ پائیں۔ جلا ہوا برتن ایک تو بھدا لگتا ہے، دوسرے اسے صاف کرنے پر بہت محنت کرنا پڑتی ہے۔

پکتے ہوئے کھانا نکالنا:

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار پکتی ہوئی ہانڈی سے گوشت کی بوٹی نکال کر دانتوں سے نوچ کر کھائی اور وضو نہیں کیا اس کے بعد نماز پڑھی۔

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ اگر بھوک زیادہ لگی ہو یا کوئی مجبوری ہو تو پکتے ہوئے کھانے میں سے کھانا نکال کر کھایا جاسکتا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھائے کئی کئی دن گزر جاتے تھے لیکن جو لوگ دن میں دو یا تین مرتبہ کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز کھا لیتے ہیں وہ پکتے ہوئے برتن سے کھانے کی چیز نکال کر کھانے کی بجائے پکنے اور مل بیٹھ کر کھانے تک انتظار کر لیں تو بہتر ہے۔ ہر کھانے کے درمیان مناسب وقفہ ہونا صحت کے لیے بہتر ہے۔ اس طرح قناعت، سیرچشمی اور صبر کی عادت بھی پڑتی ہے۔

بچوں کو بھی کھانا دیکھ کر کھانے کی بجائے بھوک لگنے پر کھانے کی عادت ڈالنا چاہیے۔ دن بھر منہ ہلاتے رہنا جانوروں اور پرندوں جیسی عادت ہے۔ انسان کا کام کھانا کھانا نہیں بلکہ اصل کام اللہ کی بندگی ہے لہذا اسے سارا دن اللہ کی عبادت اور اطاعت کی حالت میں گزارنا چاہیے۔



دسترخوان پر کھانا چھنا

کھانا تیار ہو جائے تو اس سے اگلا مرحلہ وہ جگہ ہے جہاں بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے، ہمارے معاشرے میں اس کے کئی طریقے ہیں۔

دیہات میں عورتیں چولہے کے سامنے بیٹھ کر کھانا پکاتیں اور جیسے جیسے روٹی پکتی جاتی کھانے والے دو دو تین تین افراد آ کر بیٹھ کر کھاتے جاتے۔ نیچے کوئی کپڑا یا چٹائی بچھائی جاتی یا چوکیوں اور پیڑھیوں پر اور بعض زمین پر اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ شہروں میں بھی بعض گھرانوں میں یہی رواج ہے۔ لکڑی کا چولہا زمین پر ہی رکھا جاسکتا تھا اس لیے کھانے والے بھی زمین ہی پر بیٹھے۔ تنور سے روٹیاں پک کر آتیں تو سب افراد چنگیر کے گرد بیٹھ جاتے، گھر کے بڑے اور بوڑھے مردوں کو چارپائی پر بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا اور باقی سب اکٹھے کھاتے۔

تیل والے چولہے آئے تو بھی زمین پر ہی رکھ کر پکانے کا رواج رہا، سوئی گیس کے چولہے آئے نیز انداز میں مغربیت در آئی تو کھڑے ہو کر کھانا پکانے کا رواج ہو گیا۔

بعض گھروں میں ایک چھوٹی سی میز رکھ دی جاتی ہے، اس کے گرد کھانے والے پیڑھی چوکی پر بیٹھ کر کھانا باری باری کھاتے جاتے ہیں۔ بعض گھرانوں میں چٹائی وغیرہ زمین پر بچھا کر کھایا جاتا ہے جب کہ متوسط اور امراء کے ہاں اب

ڈائینگ ٹیبل کا رواج ہے، نیز جتنا بڑا کنبہ ہے یا جتنا امیر گھر انہ ہے، اتنی بڑی میز ہوتی ہے جس کے ارد گرد کرسیوں پر بیٹھ کر کھایا جاتا ہے۔ عام گھرانوں میں یہ میز چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ کھانے کا مغربی انداز ہے اس میں کھانا بڑے بڑے ڈونگوں میں ڈال کر رکھ دیا جاتا ہے، عموماً دو تین قسم کے سالن کوئی میٹھی ڈش، بعد میں پھل، عام پانی کی بجائے منرل واٹر یا مصنوعی مشروب کی بوتلیں، ساتھ کچپ، اچار، چٹنیاں، دہی، سلاد وغیرہ بھی رکھے جاتے ہیں۔ ڈائینگ ٹیبل پر کھانے والوں کے ہاں عموماً کھانے کا کمرہ یا کھانے کی ایک ہی مخصوص جگہ ہوتی ہے کیونکہ میز بھاری ہونے کی وجہ سے اٹھانا یا جگہ بدلنا مشکل ہوتی ہے۔ یہ صرف کھانے ہی کے لیے ہوتا ہے اس لیے اس پر بعض چیزیں مستقل رکھی رہتی ہیں مثلاً ٹشو پیپر کا پیکٹ، پانی یا مشروب کی بوتلیں، پھل، نمک دانی، دانتوں میں خلال کرنے کے لیے تیلیاں، ایش ٹرے، چینی کا ڈبا اور صاف پلٹیں، پیالیاں وغیرہ۔

اب یہ انداز آہستہ آہستہ عام طبقے میں بھی بڑھتا جا رہا ہے۔

جہاں تک میز چھوٹی ہو یا بڑی اس پر کھانے کا تعلق ہے اسے رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا کیونکہ یہ عجمی یعنی رومی اور ایرانی لوگوں کا طریقہ تھا اور آج یہ مغربی طریقہ ہے یعنی کافروں کا طریقہ، چونکہ اسلام میں کافر قوموں کی مشابہت کرنا حرام ہے۔ لہذا یہ طریقہ درست نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد: ۴۰۳۱)

”جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔“

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ما عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَلَى سَكْرَةٍ قَطُّ وَلَا خُبْزَ لَهُ مُرَقَّقٌ وَلَا أَكَلَ عَلَى خُوانٍ، قيل: لِقَتَادَةَ! فعلى ما كانوا ياكلون؟ قال: على السُّفْرِ

”میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی طشتری (چھوٹی پیالی وغیرہ) میں رکھ کر کھانا کھایا ہو اور نہ آپ نے کبھی باریک چپاتی کھائی اور نہ کبھی آپ نے میز پر کھانا کھایا۔ لوگوں نے قتادہ سے پوچھا: پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: دسترخوان پر۔“

ڈائیننگ ٹیبل پر کھانے میں شرعی لحاظ سے بہت سی قباحتیں ہیں مثلاً ☆ میز کافی مہنگی ہوتی ہے اور کرسیاں بھی اور یہ کام بھی صرف کھانے ہی کے آتی ہے اس کا اور کوئی مصرف نہیں ہوتا۔ جب کہ اسلام اس قسم کی فضول خرچیاں اور تکلف پسند نہیں کرتا۔

☆ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا لَا أَكُلُ وَأَنَا مُتَكِنًا۔ (بخاری، باب الأكل متكناً، کتاب الطعمۃ، باب: ۲۳۵)

”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔“

رسول اللہ ﷺ اکثر اکثر وہ بیٹھ کر کھانا تناول کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اتفاقاً کے طریقے پر

بیٹھے ہوئے کھجور کھاتے دیکھا۔ (صحیح مسلم، کتاب آداب الطعام)

☆ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ چڑھے کے دسترخوان پر کیا گیا تھا۔ (بخاری، کتاب الطعمۃ)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں لائی گئیں تو نبی ﷺ انہیں تقسیم کرنے

لگے اور آپ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسا کوئی جلدی میں بیٹھتا ہے اور جلد جلد اس میں سے کھا رہے تھے۔

(مسلم، کتاب آداب الطعام، باب استحباب توضیح الاکل وصفۃ تَعُوذِہ)

جس دسترخوان پر کوئی حرام چیز ہو؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كان يوم من بالله واليوم الآخر فلا يقعد على مائدة يدار عليها

الخمير. (مسند احمد، مشکوٰۃ المصابیح للالبانی، الجزء الاول: ۱۱۶)

”جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ ایسے دسترخوان پر

نہ بیٹھے جس پر شراب رکھی ہو۔“

اس سے یہ معلوم ہوا کہ دسترخوان پر اگر کوئی حرام کھانے یا پینے والی چیز موجود ہے تو اس پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا جائے گا کیونکہ دسترخوان پر حرام چیز کی موجودگی سے اس چیز سے نفرت کم ہو جائے گی۔ غلط فہمی میں کھا بھی سکتے ہیں۔ حرام چیز سے لگے ہوئے ہاتھ حلال چیزوں اور برتنوں سے بھی مس ہوں گے۔

مسلمان مسلمان کے ساتھ مل کر کھانا کھاتا ہے۔ اس صورت میں تو دسترخوان پر کسی حرام چیز کو رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر کوئی مسلمان حرام چیزوں کے کھانے پینے کی بد عادت میں گرفتار ہو بھی تو اس کے ساتھ ایسے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا ممنوع ہے جس پر اس نے یہ حرام چیز بھی رکھی ہو۔ اگر کسی کافر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا جائے تو بھی دسترخوان پر حرام چیز نہیں ہونی چاہیے اگر حرام چیز ہے تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے

غیر مسلم کے ساتھ نہیں کھانا چاہیے۔ اور کھانا کسی وجہ سے ضروری ہو تو صرف حلال چیزیں ہی دسترخوان پر رکھنے کی اجازت دی جائے گی۔ شراب کے علاوہ سور کے گوشت، سور کی چربی والی چیزیں یا ایسے کھانے جن میں کسی حرام چیز کا استعمال ہے۔ ایسی چیزوں کو بھی دسترخوان پر نہ رکھنا بہتر ہے۔

دورِ حاضر میں بہت سی مصنوعی خوردنی اشیاء میں حرام کی آمیزش ہو رہی ہے مثلاً گولیاں، مٹھائیاں، جیم، جیل، آئس کریم، ٹافی، چیونگم، فروٹ جوس، گوشت کے برگر، ہاٹ ڈاگ، دہی، پنیر، مکھن، دودھ کے مشروبات، خون کے پلازما وغیرہ میں جیلٹین شامل ہوتی ہے۔ یہ مادہ خنزیر کی چربی سے حاصل کیا جاتا ہے خصوصاً جب وہ اینی مل Animal (حیوانی) ہو تو کھینٹیل (سبزیاتی) نہ ہو۔

پرنس چاکلیٹ، امریکی پنیر کرافٹ، راماک پنیر، تمام کولا مشروبات میں الکوحل ہوتا ہے۔ وڈ، ورڈز گرائپ واٹر میں بھی الکوحل ہوتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم مطبوعہ مشربہ علم و حکمت)



دسترخوان سمیٹنا

برتن اچھی طرح چاٹ لیے جائیں۔ کسی برتن میں اگر اس قدر کھانا بچ گیا ہے جسے دوسرے وقت کوئی دوسرا شخص کھا سکتا ہے تو اسے بچا کر رکھ لیا جائے یا کسی ضرورت مند کو دے دیا جائے لیکن اگر اتنا ہے کہ صرف برتن ہی کے پیندے پر لگا ہوا ہے تو اسے اچھی طرح صاف کر لیں۔

جو کھانا صاف ہے اور اس میں سے کسی چمچ وغیرہ سے کھانا نکالا گیا یا کھایا ہی نہیں تو اسے واپس کھانے میں بھی ڈال سکتے ہیں لیکن اسے گرمیوں میں کبھی بھی اس برتن میں نہ ڈالیں جس میں کھانا کھایا ہے کیونکہ گرمیوں میں کھائی ہوئی چیز جلدی خراب ہو جاتی ہے چاہے فریج ہی میں رکھی جائے البتہ سردیوں میں چاہے کھائے ہوئے کھانے کو صاف کھانے میں ملا بھی دیا جائے تو کھانا خراب نہیں ہوتا۔

دسترخوان پر کھانے کے اگر ریزے گر گئے ہیں تو انہیں اٹھا کر کھالیا جائے۔ اگر وہ گندے ہو چکے ہیں تو انہیں احتیاط سے اٹھا کر ایسی جگہ ایک طرف رکھ دیں جہاں کسی کے نہ تو پاؤں آئیں اور وہاں چیلوں کا بل وغیرہ موجود ہوتا کہ وہ ان ریزوں کو اپنے بل میں لے جائیں۔ یا گھر میں کوئی جانور چڑیاں، مرغیاں ہیں تو ان کو ڈال دیں۔ اگر ہڈیاں بوٹیاں ہوں تو انہیں ایسی جگہ رکھیں جہاں انہیں بلی آ کر کھالے۔

جو برتن صاف ہیں استعمال ہی نہیں کیے انہیں الگ رکھیں۔ جو برتن گندے ہیں انہیں الگ رکھیں، چکنائی والے برتن میں ایسے برتن نہ رکھیں جن کو چکنائی نہیں لگی ورنہ سبھی کو دھونا مشکل ہوتا ہے۔

ایک ہی وقت میں بہت زیادہ برتن سمیٹ کر باورچی خانہ میں نہ لے جائیں ورنہ ان کے گرنے کا خطرہ ہے۔ ایک کی بجائے دو بار اٹھالیں۔ گرنے سے برتن ٹوٹ سکتے ہیں، اگر سٹیل کے ہیں یا سلور پیٹیل کے تو وہ ٹیڑھے ہو جائیں گے یا زمین پر تیزی سے گرنے کی وجہ سے ان کی چمک خراب ہو جائے گی۔



لڑکیوں کی تربیت اور سلیقہ

ہماری سابقہ معاشرت میں لڑکیوں کو گھرداری کے تمام ہنر سکھائے جاتے تھے۔ جن میں سے بعض باتیں نہایت اہم تھیں مثلاً

☆ کتنے مہمانوں کے لیے کس قدر کھانا درکار ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ زائد پک جانے کی وجہ سے کھانا ضائع نہیں جاتا تھا۔ اب یہ خیال کم ہی رکھا جاتا ہے۔ ویسے بھی بچے ہوئے کھانے کو سنبھالنے کی مشکل فریج نے آسان کر دی ہے۔

☆ اگر گھر میں سالن کے لیے کوئی چیز کم ہے اور کھانے والے زیادہ تو اسے کس طریقے سے پکایا جائے کہ وہ بڑھ جائے۔ مثلاً انڈے میں پیاز، ٹماٹر وغیرہ ڈال لینا یا کوئی اور سالن موجود ہو تو اسے شامل کر لینا۔

☆ کھانا جلد تیار کرنا ہو تو یہ فیصلہ کرنا کہ کون سی چیز جلد تیار ہو سکے گی؟

☆ کوشش کرنا کہ پکانے میں یا کسی اور کام کرنے میں اخراجات کم سے کم ہوں۔ دورِ حاضر میں ہر کام میں اخراجات بے دریغ کیے جاتے ہیں، نتیجہ یہ کہ مرد کمانے میں لگے رہتے ہیں اور عورتیں اڑانے میں۔

☆ گھر کی ایک ایک چیز کو قابلِ استعمال بنانا سکھایا جاتا تھا لیکن اب ذرا سی خرابی پیدا ہونے پر چاہے کتنی مہنگی چیز ہو بیکار سمجھ کر پھینک دی جاتی ہے۔

☆ پہلے یہ خیال ہوتا تھا کہ لڑکی نے گھر چلانا ہے لہذا اسی پر بھرپور توجہ دی جاتی تھی۔ اب یہ خیال ہوتا ہے کہ لڑکی پڑھ جائے گھر چلا سکے یا نہ چلا سکے کوئی پروا نہیں۔

کھانے کا کمرہ

دورِ حاضر میں مکان کا نقشہ بناتے ہوئے اس میں کھانے کا کمرہ لازمی رکھا جاتا ہے۔ اپنی اپنی مالی وسعت اور جگہ کے کھلا ہونے کی مناسبت سے اس کی لمبائی چوڑائی طے کی جاتی ہے۔ اس میز پر خوب صورت غلاف، کچھ گملے، کچھ شوپیس اور ٹشو پیپر کا بکس، نمک دان، خلال کرنے کے لیے تیلیاں وغیرہ مستقل پڑی رہتی ہیں۔

ایک وقت میں میز پر بہت سے کھانے رکھے جاتے ہیں۔ چھوٹے گھروں میں کھانے کا کمرہ الگ نہیں ہوتا بلکہ ڈرائنگ روم کے ایک طرف کھانے کی چوکور میز اور کرسیاں لگادی جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ایسا کوئی اہتمام نہیں تھا نہ ہی صحابہ کے گھروں میں بلکہ جہاں ہوتے وہیں بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔

قدیم دنیا کے امرا ہوں یا دورِ حاضر کے، ان سب کے دسترخوان اپنی انفرادیت، رنگارنگ کھانوں کے لوازمات اور کھانا کھلانے والے ملازموں کی سلیقہ، مہارت اور آدابِ مہمان نوازی میں مشہور ہوتے تھے۔ اہلِ مغرب کے ہاں کھانے کے لیے ایک مرد اور ایک عورت کو بٹھایا جاتا ہے، میزبان کی عورت مہمان مرد کے ساتھ اور مہمان مرد کی عورت میزبان مرد کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے بیٹھتی ہے۔ یہ طریقہ شرعاً ممنوع کے زمرے میں آتا ہے کیوں کہ اسلام میں مردو

زن کا اختلاط کسی جگہ پر جائز نہیں ہے۔ پاکستان کے امراء کے حلقوں میں یہی طریقہ رائج ہے۔

پاکستان کے امراء کے دسترخوانوں کی کہانیاں بھی عجیب ہیں، مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے دور تک صدر ریاض اور وزیر اعظم اپنے گھر کا معمول کا کھانا ہی اپنے ساتھ لاتے یا تیار کروا کر کھاتے رہے لیکن بھٹو نے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ مات کر دیے، دیسی، ولایتی اور چائیز کھانوں کے ماہر رکھے گئے جن کے گریڈ اور سہولتیں وفاقی حکومت کے ایڈیشنل سیکریٹریوں کے برابر تھیں۔

کھانے میں سادگی:

اسلام کھانا پینا ہو یا لباس، مکان ہو یا ضرورت کی چیزیں ان سب میں سادگی کی ترغیب دیتا ہے۔ دورِ حاضر میں مسلمانوں کے ہاں بھی سادگی کم ہی نظر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے زیادہ تر ابلے ہوئے کھانے کھائے جن میں مصالحہ جات نام کی کوئی ایک چیز بھی نہیں ہوتی تھی۔ دورِ حاضر میں مرغن کھانوں کا رواج ہے جن کی وجہ سے بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ڈاکٹر حضرات مریضوں کو سادہ کھانے کا مشورہ دے رہے ہیں اور مریضوں کو تلقین کر رہے ہیں کہ وہ سادہ غذائیں کھائیں ورنہ بیماری ان کو جلد ہی ختم کر دے گی۔

موٹاپے سے نجات کے لیے ابلا چکن، ابلی سبزیاں، ابلا گوشت، کچی سبزی، سلاد، تازہ پھل اور بغیر بالائی کے دودھ تجویز کیا جاتا ہے۔ غور کریں اسلام بھی انہی سادہ کھانوں کی ترغیب دیتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں پر سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لیے بلایا تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔
(بخاری، کتاب الاطعمہ، ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یا کلون)

ابو حازم نے سعد بن سہل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کے میدے کی روٹی کھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، دیکھی تک نہیں۔ ابو حازم نے پوچھا: کیا اس وقت چھلنیاں ہوتی تھیں؟ جواب ملا: نہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا: ان چھنے جو کی روٹی کیسے کھاتے تھے؟ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: آٹے کو پھونک مارتے جو (چھلکے) اڑتے سواڑ جاتے باقی جیسا کیسا ہوتا بھگو کر استعمال میں لے آتے۔ (بخاری، کتاب الاطعمہ: ۵۴۱۳)

اور اب ڈاکٹر محمد سعید کہ جس غذا میں بھوسی کا عنصر زیادہ ہو اس سے کو لیسٹرول کم ہو جاتی ہے۔ نیز سبزیوں اور پھلوں میں کو لیسٹرول نہیں ہوتا۔
غذا میں نمک کی ضرورت نہیں ہوتی انسانی جسم کو نمک کی جتنی مقدار کی ضرورت ہے وہ اس کے اندر موجود ہوتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں اور سالن میں بھی نمک نہیں ڈالا جاتا تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان:

دنیا کے امیروں، بادشاہوں اور لیڈروں کا دسترخوان لذت کام ودہن، نمائش مال و دولت اور عیش پرستی و اسراف میں سر سے پیر تک ڈوبے نظر آتے ہیں، لیکن سرور و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان مالی لحاظ سے دنیا کے سب سے کم حیثیت آدمی کے دسترخوان کا آئینہ دار تھا۔

☆ دنیا کے امراء کیا، دورِ حاضر کے عام لوگ بھی کھانے کے لیے ڈائننگ روم ضرور بناتے ہیں اور ڈائننگ ٹیبل بھی لیکن رسول اللہ ﷺ جہاں ہوتے اور کھانا آجاتے تو وہیں بیٹھ کر بلا تکلف کھالیتے، یہاں تک کہ چٹائی بچھانے کا بھی اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔ چڑے کا دسترخوان نیچے بچھا کر اوپر ستو، جو، کھجوریں، روٹی جو میسر ہوتا جن دیا جاتا۔

☆ دنیا کے بادشاہوں اور امیروں کے ہاں کھانا تیار کرنے کے لیے خادموں اور ماہر ملازموں کی باقاعدہ ایک جماعت ہوتی جو دیکھنے میں بڑے چوکس، باوردی اور اپنے کام میں ماہر ہوتے لیکن رسول اللہ ﷺ کا کھانا تیار کرنے کے لیے کسی ماہر خادم یا ملازم کی کبھی ضرورت نہ پڑی، کبھی مرد، کبھی گھر کی عورتیں، کبھی خادمہ، کبھی غلام کھانے کو انتہائی سادہ طریقے سے تیار کر لیتا، جس میں بعض اوقات آپ خود بھی حصہ لیتے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر بچے، بڑے، شہری، دیہاتی سبھی بے تکلف آ کر بیٹھ جاتے اور ایک ہی برتن میں سبھی ہاتھ ڈال ڈال کر کھانا کھاتے۔ دورِ حاضر کے امراء کے ہاں الگ الگ برتنوں میں کھانا ڈال کر کھانے کا رواج عام ہونے کے باوجود بچوں، ملازموں اور اجنبیوں کو ساتھ بٹھا کر نہیں کھلایا جاتا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر ایک سے زائد کھانا کم ہی دیکھا گیا جو کبھی خشک روٹی پر مشتمل ہوتا اور کبھی جو کی روٹی کے ساتھ سرکہ، نمک یا زیتون کا تیل یا ابلے گوشت کا شوربہ ہوتا جس میں پیاز، لہسن اور مصالحہ جات غرض کچھ بھی نہیں ڈالا جاتا تھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے کبھی گرم گرم کھانا نہیں کھایا جب کہ دورِ حاضر کے امرا کیا عوام بھی گرم کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ (داری: ۲۰۲۹)



اس موضوع پر ہماری مزید کتب

- ❁ کھانے اور پینے کے آداب
- ❁ وہ خوش قسمت کھانے جو نبی ﷺ نے کھائے
- ❁ علاقائی اور موسمی مشروبات
- ❁ مہمان اور میزبان

حیا و حجاب سیٹ

عورتیں اور بازار

حج میں چہرے کا پردہ

عورت کا لباس

نعوض بصر
اور مرد حضرات

پردے کی اوٹ سے

صنف مخالف کی مشابہت

حفظ حیا اور کنواری
لڑکیاں

حفظ حیا اور محرم رشتہ دار

حفظ حیا گنگنا اور تحریر

پردہ اور خاندان

حفظ حیا اور ازدواجی زندگی

مخلوط معاشرہ

قتل غیرت

ستر و حجاب اور خواتین

اپنی عورتیں مگر کون؟

نسوانی ہال اور ان کی آرائش

ملازمین اور پردہ

مطبوعاتِ مشرب علم و حکمت

ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور



0321-4609092